باب ۵۴

حدیث دیرانی

ہراس شخص کوحضور ﷺ کی بعثت کی اور آپ کے نام کی خبر دیتے رہتے تھے جوان کے پاس اُترتا اور حضور ﷺ کی اتباع کرنے پر اُبھارتے تھے

مجھے خبر دی ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے یہ کہ ابواحمد حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ نے ان کو خبر دی (کہتے ہیں) کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی صالح بن مسمار ابوالفضل نے، ان کو حدیث بیان کی علاء بن فضل نے اور ان کے سوانے کہا ہے ابن عبدالملک بن ابوسویہ نے اپنے والد سے، اس نے ان کے والد نے ان کے دادا سے۔ اور ہمارے شیخ نے اس کی اسناد کو خلیفہ بن عبدہ سے قائم نہیں کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ بن سواء بن جشم بن سعد سے پوچھا کہ آپ کے والد نے جاہلیت کے دور میں آپ کا نام محمد کیسے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا اس بارے میں جو آپ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نکلا چار آدمیوں کے ساتھ (۱) میں بن بنی تمیم میں سے ایک تھا اور (۲) سفیان بن مجاشع بن دارم اور (۳) یزید بن عمرو بن ربیعہ اور (۴) اسامہ بن مالک بن خندف۔ ہم لوگ ملک شام میں ابن جفنہ غسانی کو ملنا چاہتے تھے۔

جب ہم شام میں پہنچے تم ہم پانی کے ایک تالاب پر اُترے جس پر درخت تھے۔ اور اس کے قریب ہی دیرانی کا ٹھکانہ تھا۔ ہم نے آپس میں کہا اگر ہم لوگ اس پانی سے غسل کریں اور تیل لگالیں اور کپڑے بدلیں اور اس کے بعد ہم ان سے ملیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ چنانچہ دیرانی نے ہمیں اُوپر سے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ یہ تو کسی دوسری قوم کی زبان ہے، یہ اس شہر کے لوگوں کی بولی نہیں ہے۔ ہم نے بتایا کہ جی ہاں ہم لوگ مُضر کی قوم ہیں۔ اس نے پوچھا کہ کون سے مضروں سے ہو؟ ہم نے بتایا کہ خندف میں سے۔ اس نے بتایا کہ آگاہ ہوجاؤ کہ عنقریب تم میں سے بہت جلدی ایک نبی بھیجا جانے والا ہے۔ تم لوگ اس کی طرف جلدی کرنا اور اپنا حصہ (ہدایت اور رشد کا) اس سے حاصل کرنا تم ہدایت پاجاؤ گے۔ بے شک وہ خاتم النبیین ہوگا۔ ہم نے پوچھا اس کا کیا نام ہوگا؟ اس نے بتایا کہ اس کا نام محمد ہوگا۔ جب ہم لوگ ابن جفنہ سے واپس لوٹے اور اپنے گھر میں آئے تو ہم میں ہر ایک کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ ہر ایک نے ہم میں سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔ (دلائل النبوۃ ص ۵۵، کتاب الوفاء ۱/ ۴۶، سبل الہدیٰ ۱/ ۱۳۵)

میں کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ کی کتاب میں سے اس کی ان اسناد میں سے کچھ حصہ ساقط ہوگیا ہے۔ اس میں درست وہ ہے جو اس کے سوا دیگر لوگوں نے کہا ہے۔

باب ۵۵

ذکر حدیث نصرانی

جس نے اُمیہ بن ابوصلت کو بعثتِ رسول کی خبر دی تھی

ہمیں خبر دی قاضی ابوبکر احمد بن حسن حمیری رحمہ اللہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو محمد بن احمد بن ابوالعوام ریاحی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ان کے والد نے، ان کو سلیمان بن حکم بن عوانہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو اسماعیل بن الطریح بن اسماعیل ثقفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو مروان بن حکم نے، ان کو معاویہ بن ابو سفیان نے، ان کو ابوسفیان بن حرب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور اُمیہ بن ابوصلت ثقفی ملک شام کی طرف گئے۔ وہاں پر ہم لوگ ملک شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں پہنچے۔ اس میں عیسائی رہتے تھے۔

انہوں نے جب اُمیہ کو دیکھا تو اس کی تعظیم اور اکرام کیا اور ان کو اپنے ساتھ لے جانے کی خود پیش کش ظاہر کی۔ اُمیہ نے مجھ سے کہا اے ابوسفیان! میرے ساتھ چلئے اب آپ ایسے شخص کے پاس چل رہے ہیں جس کی طرف نصرانیت کا علم ختم ہوجاتا ہے۔ میں نے کہا، میں آپ کے ساتھ نہیں چلوں گا۔ انہوں نے کہا، کیوں؟ میں نے بتایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ لوگ کوئی چیز اپنے علم کی مجھے بتا کر میرا دل خراب کردیں گے۔ لہٰذا وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ جب واپس آیا تو اس نے اپنے کپڑے جو پہنے ہوئے تھے وہ اُتار پھینکے اور دو کالے کپڑے پہنے اور پہن کر چلا گیا۔

اللہ کی قسم وہ میرے پاس اس وقت واپس آیا جب رات کافی بیت چکی تھی۔ جب آیا تو آتے ہی اپنے بستر پر دراز ہوگیا اور سوگیا اور صبح کو اُٹھا تو کہنے لگا کیا تم میرے ساتھ نہیں چلوگے؟ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم کہیں جارہے ہو؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں! کہتے ہیں کہ ہم اس کے ساتھ چل پڑے۔ اس نے کہا کیا ہمارے ساتھ کوئی اُونٹ سوار شخص نہیں گزرا۔ میں نے کہا کہ گزرگیا۔ اس نے مجھ سے کہا، اے صخر! میں نے کہا کہیئے اے ابوعثمان! اس نے کہا اہل مکہ میں کون زیادہ عزت دار ہے؟ میں نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ۔ اس نے کہا اچھا اہل مکہ میں سے کون زیادہ مال دار ہے اور ان میں سے عمر میں کون سب سے بڑا ہے؟ میں نے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ ہے۔ اس نے کہا کہ بے شک شرف وعزت اور مال کیا عیب ہیں اس کے لئے؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ اس سے اس کی عزت وشرف میں اور اضافہ ہوا ہے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ تم میری اس بات کو چھپا کر رکھوگے؟

اس نے بتایا کہ اس شخص نے جس پر کتاب کا علم ختم ہورہا ہے مجھے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہوچکا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید وہ میں ہوں۔ اس نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اہل مکہ میں سے ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا نسب بتائیں۔ اس نے بتایا کہ وہ اپنی قوم میں سے بہترین شخص ہے۔ میں نے جو فکر و پریشانی دیکھی ہے وہ محمد ﷺ سے نہیں دُور ہوگی۔

کہتے ہیں کہ اس نے کہا اس نبی کی نشانی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شام میں سے اسی زلزلے میں آئے ہیں مگر ایک زلزلہ ابھی باقی ہے جس سے بڑا شر اور مصیبت ہوئی جب ہم لوگ گھاٹی کے قریب ہوئے۔ اچانک ایک سوار نظر آیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے بتایا کہ شام کے علاقہ سے۔ میں نے پوچھا کہ کیا شام میں کوئی نئی بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں، زلزلہ آیا ہے جس سے اہل شام پر شر اور مصیبت ٹوٹ پڑی ہے۔ (اکتفاء ۱/۲۴۴۔ سبل الہدیٰ والرشاد ۱/ ۱۳۵۔۱۳۶)

باب ۵۶

ذکر حدیث جہنی

جس کے پاس اس کی بیہوشی میں کوئی آنے والا آیا اور وہ چھٹکارے کی خبر دے گیا اگر وہ اپنے ربّ کا شکر ادا کرے اور نبی مُرسل پر ایمان لائے اور مُشرک اور گمراہی کی راہ ترک کردے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابوعلی حسین بن صفوان نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ ہروی نے، ان کو خبر دی یحیٰی بن زکریا بن ابوزائدہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مجالد نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں ہم قبیلہ جہینہ کے ایک شیخ کے پاس پہنچے۔ وہ گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں بھی اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

اس نے مجھے ایک بات بتائی کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی بیمار ہوگیا تھا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ہم لوگوں نے اس پر چادر تان دی، یہ سمجھ کر کہ یہ مرگیا ہے۔ پھر ہم لوگوں نے اس کی قبر کھودی، قبر تیار ہوگئی۔ ہم لوگ بیٹھے تھے کہ اچانک وہ بندہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا کہ جب تم لوگ دیکھ

رہے تھے کہ میں بے ہوش ہوگیا تھا مجھے کہا گیا کہ تیری ماں ہبل ہے تو دیکھتا نہیں تیری قبر تیار ہوگئی ہے اور قریب ہے کہ تیری ماں گُم پائے گی۔ تیرا کیا خیال ہے کہ ہم تجھے اس جبر سے ہٹالیں اور اس میں قصل نامی شخص کو ڈال دیں جو چل پھر رہا ہے۔ اور کمار ہا ہے، خرچ کر رہا ہے۔ کیا تو اپنے رب کا شکر کرے گا اور نماز پڑھے گا اور مشرک کی راہ ترک کردے گا جو گمراہ ہوگیا ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں! میں ایسا ہی کروں گا۔ لہٰذا مجھے چھوڑ دیا گیا ہے۔

اب تم لوگ دیکھو کہ قُصل کا کیا حال ہے جو ابھی یہاں سے گزرا ہے۔ لوگ گئے جا کر دیکھا تو مر چکا تھا۔ چنانچہ وہ اسی قبر میں دفن کردیا گیا اور یہ آدمی دیر تک زندہ رہا حتی کہ اس نے اسلام کو پالیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابوالدنیا نے، ان کو سعید بن یحییٰ قرشی نے، ان کو ہمارے چچا عبداللہ بن سعید نے، ان کو زیاد بن عبداللہ نے، ان کو مجالد نے شعبی سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے بات بیان کی قبیلہ جہینہ کے ایک شیخ نے۔ اس نے ذکر کیا کہ میں نے اس جہنی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھتا تھا اور بتوں کو گالیاں دیتا تھا اور ان کی بُرائی کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوالدنیا نے، ان کو محمد بن حسین نے عبیداللہ بن عمرو رقی سے۔ اس نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے شعبی سے، انہوں نے بتایا کہ قبیلہ جہینہ کا ایک آدمی بیمار ہوگیا تھا۔ ابتداء اسلام میں اور اس کے گھر والوں نے سمجھا کہ وہ مرگیا ہے۔ اس کی قبر کھودی گئی، پھر انہوں نے مذکورہ قصہ ذکر کیا اور اس میں ایک شعر کا اضافہ کیا۔

ثم قذفنا فيها القصل ثم ملأنا عليه بالجندل

انه ظن ان لن نفعل ؟

کہ اس کے بعد اس میں قصل دفنایا۔ ہم نے اس پر پتھر بھر دیئے۔ کہتے ہیں کہ حسن بن عبدالعزیز نے اس شعر میں یہ لفظ اضافہ کیا ہے۔

أتو من بالنبي المرسل ؟ (ترجمہ) کیا تو نبی مرسل کے ساتھ ایمان لائے گا؟

باب ۵۷

ذکر حدیث زید بن عمرو بن نُفیل

اور ورقہ بن نوفل اور دونوں کے قصے میں رسول اللہ ﷺ کے آثار

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوسعید سکری نے، ان کو اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمشاذ عدل، ان کو محمد بن اسماعیل بن مہران نے، ان کو اسماعیل بن مسعود حجدری نے اور محمد بن عبداللہ بن یزیع نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی سالم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زید بن عمرو بن نُفیل سے مقام بلدح میں ملے تھے (یہ مکہ کے مغرب میں ایک وادی ہے)۔ یہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے نزول سے پہلے کی بات ہے۔

ان کے سامنے دسترخوان پیش کیا گیا تو زید نے اس دسترخوان سے کچھ کھانے سے انکار کردیا تھا اور کہا تھا کہ بے شک ہم لوگ اس میں سے نہیں کھایا کرتے جو تم لوگ (مکے والے) ذبح کرتے ہو اپنے بتوں پر۔ ہم تو صرف اسی کو کھاتے ہیں جس پر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ اور بے شک زید بن عمرو قریش کے ذبیحوں پر عیب لگاتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو تو اللہ نے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے پانی آسمان سے وہی نازل کرتا ہے اور اس کے لئے گھانس زمین سے وہی اُگاتا ہے۔ اس کے باوجود تم لوگ اس کو ذبح اللہ کے نام کے علاوہ کے ساتھ کرتے ہو۔ جبکہ عملاً (اللہ کے اس عمل اور سنت کا) انکار کرتے ہو اور اس کی تعظیم بجالاتے ہو جس کے نام پر ذبح کیا کرتے ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن ابوبکر سے، اس نے فضیل بن سلیمان سے ۔۔۔۔۔۔ بخاری نے کہا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سالم بن عبداللہ نے پھر وہ حدیث ذکر کی ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابواحمد حافظ نے، ان کو احمد بن محمد بن حسن نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابومصعب نے احمد بن ابوبکر نے، ان کو محمد بن ابراہیم بن دینار نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ اس نے سالم سے، اس نے عبداللہ سے، ان کو ان کے والد سے روایت کیا ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف گئے دین کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے کہ وہ اس کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ وہ وہاں ایک یہودی عالم سے ملے۔ اس نے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ میں شاید آپ لوگوں کے دین کو اختیار کرلوں۔ مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔

لہٰذا یہودی عالم نے بتایا کہ آپ ہمارے دین پر ہرگز نہیں آسکتے۔ یہاں تک کہ آپ اپنے حصے کا اللہ کا غضب حاصل کرلیں۔ زید بن عمرو نے کہا، میں اتنا کسی چیز سے نہیں ڈرتا جس قدر میں اللہ کے غضب سے ڈرتا ہوں۔ میں اللہ کے غضب میں سے کچھ بھی برداشت نہیں کرسکتا، کبھی بھی نہیں۔ اور نہ ہی میں اس کی جرأت رکھتا ہوں۔ کیا آپ مجھے کوئی ایسا دین بتا سکتے ہیں جس میں یہ پریشانی نہ ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں میں نہیں جانتا۔ ہاں مگر یہ ہے کہ اگر وہ دین حنیف ہو۔ میں نے پوچھا کہ وہ حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ السلام ہے۔ نہ وہ یہودی تھے نہ ہی نصرانی تھے۔ وہ نہیں عبادت کرتے تھے مگر اللہ کی۔ لہٰذا زید وہاں سے نکلے اور کسی نصرانی عالم کا پتہ پوچھا اور کہا کہ شاید میں تمہارا دین اختیار کرلوں۔ مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ آپ ہمارے دین پر نہیں چل سکتے حتیٰ کہ اپنے حصے کی اللہ کی لعنت آپ حاصل کریں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی لعنت کچھ دیر بھی اُٹھانے کی سکت نہیں رکھتا ہوں، نہ ہی مجھے اس کی طاقت ہے۔ مجھے کوئی ایسا دین بتائیں جس میں یہ پریشانی نہ ہو۔

اس نے بتایا کہ میں اور تو کوئی دین نہیں جانتا، ہاں مگر یہ ہے کہ آپ حنیف بن جائیں۔ .... ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے نہ نصرانی
اس نے پوچھا کہ وہ حنیف کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ دین ابراہیم ہے وہ نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے۔ بلکہ وہ یکسو ہونے والے خالص مسلم تھے۔ چنانچہ یہ وہاں سے چلے آئے اور اس دین کے لئے راضی ہوگئے۔ جو انہوں نے بتایا تھا اور اس سے متفق ہوگئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی شان اور آن بان کے لئے جب وہاں سے نکلے تو اپنے دونوں ہاتھ اللہ کی طرف اُٹھائے اور کہا، میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج سے دین ابراہیم پر ہوں۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن حسن بن فورک نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، ان کو مسعودی نے نفیل بن ہشام بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی نے (عدی قریش تھے)۔ اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہ کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل دونوں دین کی تلاش میں نکلے تھے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں شہر موصل کے پاس پہنچے۔

اس نے زید بن عمرو سے پوچھا کہ اے اُونٹ والے میاں تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بیت ابراہیم سے (یعنی وادی ابراہیم سے جہاں انہوں نے گھر بنایا تھا)۔ اس نے پوچھا کہ آپ کیا پوچھنے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم دین کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس نے بتایا کہ آپ واپس چلے جائیں قریب ہے کہ جس کی تلاش میں آپ پھر رہے ہیں عنقریب وہ تمہاری سرزمین پر ظاہر ہوجائے گا اور ورقہ بن نوفل نصرانی بن گئے۔ اور زید بن عمر کو نصرانیت پیش کی گئی مگر وہ موافق نہ آئی۔ چنانچہ وہ یہ کہتے ہوئے واپس آگئے :

لبيك حقاً حقاً تعبدًا ورقا
البر ابغي لا الخال وهل مهجر كمن قال

میں حق تعالیٰ کے لئے حاضر ہوں، عبادت گزاری اور اس کی غلامی کرنے کے لئے۔ میں نیکی اور پاکیزگی طلب کرتا ہوں۔ نہ محض نشان عبادت کیا بھلا حقیقی عمل اور محض زبانی قول برابر ہوسکتے ہیں۔ میں اس دین پر ایمان لے آیا ہوں جس کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام ایمان لائے تھے۔

انفی لك عان راغم　　　مهما تجشمنی فانی جاشم

میری پیشانی (اے اللہ) تیرے آگے خاک آلود ہے اور جھکی ہوئی ہے۔ جہاں بھی آپ مجھے (اطاعت وعبادت) کی تکلیف دیں گے میں تکلیف قبول کروں گا۔

اوراس کے بعد وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اُن کے بیٹے آئے نبی کریم ﷺ کے پاس اور کہنے لگے یارسول اللہ! بے شک میرے والد ایسے ہی تھے جیسے آپ عقیدہ رکھتے ہیں اور جیسے آپ کو دین پہنچا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے استغفار کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں! بے شک وہ قیامت میں اکیلا ایک اُمت کے طور پر اُٹھایا جائے گا۔ (مستدرک ۳/ ۴۳۹)

(۳)　ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسامہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے ابوسلمہ اور یحیٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے، اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے زید بن حارث سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پیچھے پیچھے گئے تھے ایک تھان یعنی چڑھاوے گاہ کی طرف تھانوں میں سے۔

ہم لوگوں نے اس تھان کے لئے ایک بکری ذبح کی تھی اور ہم نے اس کو تندور میں رکھ دیا تھا۔ جب وہ پک گئی تو ہم نے اس کو نکالا اور اس کو ہم نے اپنے دسترخوان پر رکھ لیا، حضور آئے پیدل چلتے ہوئے۔ وہ گرمی کے ایام میں مکے سے میرے پیچھے پیچھے آئے تھے۔ حتیٰ کی جب وہ وادی کے بالائی علاقے میں آئے تو آپ زید بن عمرو بن نفیل سے ملے، دونوں نے ایک دوسرے سے جاہلیت کے دستور کے مطابق سلام کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی قوم آپ سے ناراض ہے؟ اس نے بتایا کہ خبردار! اللہ کی قسم یہ بات ان کی طرف سے اس لئے نہیں کہ میں نے ان کے ساتھ کوئی بُرائی کی ہے بلکہ اس لئے ہے کہ میں ان کو ضلالت وگمراہی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس دین کی تلاش میں نکلا، یہاں تک کہ یثرب کے علماء یہود کے پاس گیا۔ میں نے ان کو اس طرح پایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اللہ کے ساتھ تو شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ دین نہیں ہے میں جس کی تلاش میں ہوں۔

بیت المقدس کے علماء .... اس کے بعد میں نکلا اور بیت المقدس کے علماء یہود کے پاس پہنچا۔ میں نے ان کو ایسا ہی پایا کہ وہ بھی اللہ کی عبادت کرتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے۔ میں نے سوچا کہ یہ وہ دین نہیں ہے میں جس کی تلاش میں ہوں۔ چنانچہ مجھے شام کے ملک کے ایک یہودی عالم نے بتایا کہ آپ جس دین کے بارے میں پوچھتے ہیں میں کسی کو گمان نہیں کرتا کہ کوئی ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو۔ مگر ایک شیخ ہے جزیرے میں۔ چنانچہ میں نکلا اور اس کے پاس پہنچا اور میں نے خبر دی جس کے لئے میں نکلا ہوں۔

اس نے بتایا کہ جن جن کو آپ نے دیکھا ہے وہ سب گمراہی میں ہیں۔ آپ اس دین کے بارے میں پوچھتے ہیں جو کہ اللہ کا دین ہے اور اس کے فرشتوں کا دین ہے۔ تحقیق آپ کی سرزمین پر ایک نبی پیدا ہو چکا ہے یا پیدا ہونے والا ہے۔ وہ اس دین کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کی طرف آپ رجوع کیجئے۔ اور اس کی تصدیق کیجئے اور اس کی اتباع کیجئے اور وہ جو کچھ لے کر آئے اس پر ایمان لے آئیے (ظاہر ہے کہ یہ ساری کہانی حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے کی بیان ہو رہی ہے)۔ زید نے کہا کہ میں واپس لوٹ آیا اور اس کے بعد میں نے کسی شئ کی آزمائش نہیں کی۔

اتنے میں حضور ﷺ نے اپنی سواری کے اُونٹ کو بٹھا دیا جس پر سوار تھے۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے دسترخوان آپ کے آگے پیش کیا جس میں وہی بھُنی ہوئی بکری تھی۔ زید بن عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے بتایا کہ بکری ہے اسے ہم نے اپنے تھان پر ذبح کیا تھا اور ایسے ایسے بات۔ اس نے کہا بے شک میں اس چیز کو نہیں کھاتا جو غیر اللہ کے لئے ذبح کی جائے۔ (الخصائص الکبریٰ ۱/ ۶۱)

کہتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل (اعلان نبوت سے قبل) فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ وہ قیامت کے دن اکیلا پوری اُمت کے طور پر آئے گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن بکر نے، ان کو عمرو بن علی نے محمد بن عمرو سے۔ اس نے ابوسلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن یعنی ابن حاطب سے۔ اس نے اسامہ بن زید سے، اس نے اپنے والد زید بن حارثہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے حتیٰ کہ جب وادی کے بالائی علاقے میں پہنچے تو ان کو زید بن عمرو بن نفیل ملے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا، اے چچا کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ سے ناراض رہتی ہے۔

انہوں نے بتایا کہ خبردار! اللہ کی قسم یہ بات کسی ایسی وجہ سے نہیں جو میری طرف سے ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو۔ بلکہ اس لئے ہے کہ میں ان کو گمراہی پر سمجھتا ہوں۔ میں اس دین کی تلاش میں نکلا تھا یہاں تک کہ میں ایک شیخ کے پاس پہنچا جو الجزیرہ میں رہتا تھا۔ اس کو آنے کی وجہ بتائی تھی۔ اس نے پوچھا تھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ اہل بیت اللہ سے ہوں، اہل شوک سے اور اہل قرظہ سے۔

اس نے کہا کہ تیرے شہر میں ایک نبی پیدا ہو چکا، یا ہونے والا ہے۔ اس کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ تم واپس لوٹ جاؤ اس کی تصدیق کرو اور اس کے ساتھ ایمان بھی لے آؤ۔ زید بن حارثہ نے بتایا کہ زید بن عمرو بن نفیل اسلام کے ظہور سے پہلے فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت کے دن اکیلا ایک اُمت کے طور پر آئے گا۔ (مستدرک ۳/۴۴۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق بن یسار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ بنت خویلد نے ورقہ بن نوفل بن اسد سے ذکر کیا، وہ ان کے چچا کا بیٹا تھا اور نصرانی تھا۔ اس نے کسی کتب کی تحقیق اور جستجو کر رکھی تھی اور لوگوں کا علم جان رکھا تھا جو سیدہ خدیجہ کے لئے ان کے غلام میسرہ نے راہب کا قول ذکر کیا تھا۔ اور جو کچھ میسرہ نے خود دیکھا تھا کہ دو فرشتے حضور ﷺ پر سایہ کر رہے تھے۔

ورقہ بن نوفل نے کہا محمد اس اُمت کا نبی ہوگا .... ورقہ نے کہا کہ اگر یہ سچ ہے، اے خدیجہ! تو محمد اس اُمت کا نبی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اُمت کا نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے۔ یہی اس کا زمانہ ہے۔ یا جیسے بھی اس نے کہا۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل معاملے کو اور ڈھیل دینے لگا اور کہنے لگا کہ آخر کب تک؟ اور ورقہ اشعار کہتا تھا۔ اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے تھے (نبی کی آمد کے بارے میں) اور وہ خدیجہ کی خبر کو بھی بہت تاخیر پر محمول کرتا رہتا تھا۔ اور شک میں رکھتا تھا جو کچھ خدیجہ کہتی تھی۔ چنانچہ یہ اشعار کہے تھے:

اتبکر ام انت العشية رائح … وفى الصدر من اضمارك الحزن فادح
لفرقة قوم لا احب فراقهم … كانك عنهم بعد يومين نازح
واخبار صدق خبرت عن محمد … يخبرها عنه اذا غاب ناصح
بفتاك الذى وجهت يا خير حرة … بغور وبالنجدين حيث الصحاصح
الى سوق بصرى والركاب التى غدت … وهن من الاحمال قعص دوالح
يخبرنا عن كل حبر بعلمه … وللحق ابواب لهن مفاتح
بان ابن عبدالله احمد مرسل … الى كل من ضمت عليه الاباطح
وظنى به ان سوف يبعث صادقا … كما ارسل العبدان : هود وصالح
وموسىٰ وابراهيم حتى يرى له … بها، منشور من الذكر واضح
ويتبعه حيا لؤى جماعة … شبابهم والاشيبون الجحاجح
فان ابق حتى يدرك الناس دهره … فانى به مستبشر الود فارح
والا فانى يا خديجة فاعلمى … عن ارضك الارض العريضه سائح

کیا تم صبح کو جلدی آ گئی ہو یا رات کو چلتی رہی ہو۔ اور اپنے دل میں ملال کی مشقت چھپا کر لائی ہو قوم سے جدا ہو جانے کی وجہ سے۔ میں ان کے فراق کو پسند نہیں کرتا ہوں گویا کہ تم دو دن بعد (آج کل) دور ہو جانے والی ہو ان سے۔ اور وہ سچی خبریں جو آپ نے محمد کے بارے میں دی ہیں وہ ان کے بارے میں اس وقت خبر دیتا ہے جب اس سے نصیحت کرنے والا چلا جاتا ہے۔ اے بہترین آزاد عورت اپنے جوان کے بارے میں جو تم نے پست زمین کی طرف توجہ کی ہے اور ہموار زمین کے راستوں کی طرف بازار بصریٰ تک اور الصباح پہنچنے والی اُونٹنیاں جو بوجھ اُٹھا کر فاصلے طے کر کے ہلاک ہوئیں۔ وہ سب ہمیں خبریں دیتے ہیں ہر عالم کی طرف سے جو اس کو جانتا ہے حق کے لئے۔ کئی دروازے ہیں ان کے لئے چابیاں ہیں۔ گویا کہ عبداللہ کا بیٹا احمد رسول ہے ہر اس شخص کی طرف جو پتھریلی زمین سے وابستہ ہے۔ میرا گمان اس کے بارے میں یہ ہے عنقریب وہ مبعوث ہو جائے گا۔ سچ مچ جیسے دو بندے حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اس کی بہاریں دیکھی جائیں گی اور واضح طور پر اس کا ذکر عام ہوگا۔ اور قبیلہ لوئ کے سارے لوگ اس کی اتباع کریں گے جوان بھی اور بوڑھے سردار بھی۔ اگر وہ رو پوش ہو گیا اس وقت تک جبکہ لوگ اس کے زمانے کو پالیں بے شک میں تو اس وقت سے خوش ہوں وگرنہ اے خدیجہ آپ یہ سمجھ لیں کہ میں تیری سرزمین سے کشادہ سرزمین کی طرف دین کی طلب میں سفر کرلوں گا۔ (الروض الأنف ۱/۱۲۷۔ البدایۃ ۳/۱۰)

باب ۵۸

ابواب مبعث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

وہ وقت جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی لکھ دیئے گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو معاذ بن ہانی نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو حدیث بیان کی بدیل بن میسرہ نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو حدیث بیان کی ابوالنضر فقیہ اور احمد بن محمد بن سلمہ عنزی نے ان دونوں کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو محمد بن سنان عوقی نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے بدیل بن میسرہ سے، اس نے عبداللہ بن شقیق سے۔ اس نے میسرۃ الفجر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کب سے نبی تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا (اس وقت سے) جب آدم رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور معاذ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا کہ آپ کب سے نبی لکھے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے لکھ دیا گیا تھا کہ آدم ابھی تک رُوح اور جسم کے درمیان تھا (یعنی ابھی تک ان کی رُوح جسم سے نہیں جوڑی گئی تھی)۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیث بیان کی ہے احمد بن علی آبار نے، ان کو عباس بن عثمان دمشقی نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو اوزاعی نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا تھا کہ نبوت آپ کے لئے کب سے ثابت ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ آدم کی تخلیق اور اس میں رُوح کے پھونکے جانے کے درمیان۔

میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوسہل بشر بن سہل لبادنے، ان کو عبداللہ بن صالح مصری نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، سعید بن سوید نے عبدالاعلیٰ بن ہلال سے۔ اس نے عرباض بن ساریہ صاحب رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا، فرماتے تھے بے شک میں اللہ کا بندہ تھا اور خاتم النبیین تھا حالانکہ میرے والد اپنے گل گارے (خمیر و گارے) میں تھے۔ میں ابھی تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں۔

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی امی کا خواب ہوں جو اس نے دیکھا تھا اور اسی طرح دیگر انبیاء کی مائیں بھی دیکھتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی امی نے دیکھا تھا جب انہوں نے حضور ﷺ کو جنم دیا تھا۔ ایک روشنی دیکھی تھی جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی :

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۴۶)

اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا روشن چراغ بنایا ہے۔

باب ۵۹

حضور رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک جب آپ نبی بنائے گئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو حسن بن مکرم بزاز نے، ان کو رُوح بن عبادہ نے، ان کو ہشام بن حسان نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تھے چالیس سال کی عمر میں۔ آپ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے، آپ کی طرف وحی ہوتی رہی۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ملا۔ آپ ہجرت کے دس سال بعد تک زندہ رہے۔ نبی کریم ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مطر بن فضل سے اس نے رُوح بن عبادہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان سے بغداد میں، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابواسحاق ابراہیم منذر نے، ان کو عبدالعزیز بن ابو ثابت عمران بن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالرحمن بن عوف زہری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بن موسیٰ نے ابوالحویرث سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبدالملک بن مروان سے۔ وہ کہتے ہیں قباث بن اشیم کنانی پھر لیثی سے۔ اے قباث! کیا آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے تھے، مگر ان سے زیادہ سن و عمر والا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ عام الفیل (ہاتھیوں والے سال) پیدا ہوئے تھے۔ اور مجھے میری امی نے کھڑا کر دیا تھا ہاتھی کی لید و گوبر پر میں سال بھر کا تھا۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نبی بنے تھے ہاتھی والے سال سے چالیس سال کے آغاز پر۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران عدل نے بغداد میں۔ ان کو ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق بن حنبل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے یحییٰ بن سعید انصاری سے۔ اس نے سعید بن مسیب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی تو وہ تینتالیس سال کے تھے۔ مکے میں دس سال رہے۔ اور مدینے میں دس سال۔ جب آپ فوت ہوئے تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبد اللہ نے، ان کو محمد بن ابو عدی نے داود سے اس نے عامر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان پر نبوت نازل ہوئی تو اس وقت وہ چالیس سال کے تھے۔ تو ان کی نبوت کے ساتھ اسرافیل تین سال تک وابستہ کر دیئے گئے۔ وہ حضور ﷺ کو کلام اور کوئی شئ لکھاتے تھے۔ اور قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو آپ کی نبوت کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام وابستہ کر دیئے گئے پھر آپ کی زبان پر قرآن نازل کیا گیا بیس سال تک۔ دس سال مکے میں اور دس سال مدینے میں۔ جب آپ فوت ہوئے تو تریسٹھ سال کے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۱۹۱)

☆☆☆

باب ۶۰

وہ مہینہ اور وہ دن جس میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل اور حجاج نے دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو غیلان بن جریر نے عبداللہ بن معبد زمانی سے۔اس نے ابوقتادہ انصاری سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ان سے کہا گیا یارسول اللہ! پیر کے دن کا روزہ کیسا ہے۔فرمایا کہ میں اسی میں پیدا ہوا تھا اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا۔(مسلم ۲/۸۱۹) مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث مہدی بن میمون سے۔

رمضان میں نزول قرآن کی ابتداء .... (۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر قرآن کے نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔ (سورۃ بقرۃ) رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا۔

نیز ارشاد ہے :

اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ الخ (سورۃ القدر) ہم نے قرآن کو شب قدر میں اُتارا۔

نیز ارشاد ہے :

حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۔ (سورۃ الدخان)

قسم ہے بیان کرنے والی کتاب کی، ہم نے اس کو اُتارا ہے برکت والی رات میں۔

نیز ارشاد ہے :

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس کتاب پر جو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل فرمائی ہے دق کرنے والے دن جس دن دو جماعتیں باہم ٹکراتی ہیں۔

یہ ٹکراؤ مقام بدر میں رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کا ٹکراؤ تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی بن حسین نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین بدر کے مقام پر صبح جمعہ کے دن ۱۷/رمضان ٹکرائے تھے۔(ابن ہشام ۱/۲۵۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداود نے، ان کو ابواسحاق سے، اس نے بشر بن حزن نصری سے، انہوں نے کہا کہ اُونٹوں والوں اور بکریوں والوں نے حضور ﷺ کے سامنے فخر کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داود علیہ السلام نبی بنائے گئے حالانکہ وہ بکریوں کے چرواہے تھے۔موسیٰ علیہ السلام نبی بنائے گئے حالانکہ وہ بھی بکریوں کے چرواہے تھے۔میں نبی بنا کر بھیجا گیا حالانکہ میں نے اپنے خاندان کی بکریاں چرائیں محلہ جیاد میں۔

اسی طرح ہے اس روایت میں ابوداود سے۔اور وہ تاریخ بخاری میں ہے محمود سے، اس نے ابوداود سے، اس نے شعبہ سے، اس نے ابواسحاق سے، اور میں نے سُنا عبد بن حزن نصری سے اور اسی طرح کہا ہے غندر نے شعبہ سے اور کہا گیا ہے کہ نضر بن حزن نے، اور کہا گیا ہے عبیدۃ بن حزن نے۔

☆☆☆

باب ۶۱

بعثت اور نزولِ قرآن کی ابتداء

اور اس وقت حجر وشجر کے سلام کرنے کا ظہور اور ورقہ بن نوفل کا حضور ﷺ کی تصدیق کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم مزکی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبدالرزاق نے۔ احمد نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ اور محمد بن رافع نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اور یہ الفاظ حدیث کے ابن رافع کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے معمر نے زہری سے۔

وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں، اس کی ابتداء جس کے ساتھ رسول اللہ کی وحی کی ابتداء ہوئی تھی وہ سچے خواب تھے نیند میں۔ لہٰذا جو بھی خواب آپ دیکھتے ہیں وہ اس طرح کھل کر سامنے حقیقت بن کر آ جاتا ہے جیسے صبح کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ اس کے بعد آپ کو خلوت میں رہنا محبوب بنا دیا گیا۔ لہٰذا آپ غارِ حرا میں آ کر راتیں گزارتے تھے اور اس میں عبادت کرتے تھے۔

(لفظ تَحَنُّث استعمال ہوا ہے اس کا مطلب ہے راتوں کو عبادت کرنا کئی راتیں) اس مقصد کے لئے جاتے تھے تو کھانے کا سامان ساتھ لے جاتے تھے۔ اس کے بعد آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس لوٹ آتے تھے۔ پھر وہ دوبارہ آپ کے لئے حسب سابق سامان تیار کر دیتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس حق آگیا جبکہ آپ غار حرا میں بیٹھے تھے کہ اس میں آپ کے پاس فرشتہ آگیا، اس نے آ کر کہا کہ پڑھیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرماتے ہیں کہ پھر اس فرشتے نے مجھ کو پکڑ لیا اور مجھے گلے لگا کر سخت بھینچا، یہاں تک کہ مجھے سخت گھٹن اور تکلیف پہنچی۔

قرآن کی سب سے پہلی آیت .... اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ آپ پڑھیے۔ میں نے دوبارہ وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس نے دوبارہ مجھے پکڑ کر دبایا حتیٰ کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا کہ آپ پڑھیے۔ میں نے وہی جواب دیا کہ پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے تیسری بار مجھے پکڑ کر دبایا، حتیٰ کہ مجھے شدید تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا۔ یہ پانچ آیات فرشتے نے پڑھائیں مَالَمْ یَعْلَمْ تک۔

آپ اسی وحی کے ساتھ سیدہ خدیجہ کے پاس واپس آئے حالانکہ آپ کے دل کی حالت کانپ رہی تھی۔ آپ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے ہی فرمایا، زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ مجھے کمبل اُڑھاؤ، مجھے کمبل اُڑھاؤ۔ انہوں نے آپ کو کمبل اُڑھا دیا۔ یہاں تک کہ ان سے ان کا ڈر ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: خدیجہ! مجھے کیا ہو گیا؟ یہ کہہ کر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ساری آپ بیتی کی خبر سُنائی اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہو رہا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا، نہیں ہرگز نہیں آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ خوش ہو جائیے۔ اللہ کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، معذوروں و مجبوروں کے بوجھ اُٹھاتے ہیں، کمزوروں کو کھلاتے ہیں اور حق مواقع پر اعانت کرتے ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں (نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی)۔ وہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا کے بیٹے تھے۔ ان کے والد کے بھتیجے تھے۔ یہ ایسے آدمی تھے جنہوں نے اسلام سے قبل کے دور میں نصرانیت اختیار کر لی تھی۔ یہ توراۃ کو

عبرانی زبان میں لکھتے تھے اور عربی میں بھی لکھتے تھے اور انجیل کو عربی لکھتے تھے، جس قدر اللہ چاہے۔ شیخ کبیر تھے، نابینا ہو گئے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے جا کر کہا، اے میرے چچا کے بیٹے! آپ سُنیے اپنے بھتیجے کی باتیں۔

چنانچہ ورقہ نے حضور ﷺ سے پوچھا: اے بھتیجے! آپ کیا دیکھا کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے اس کو خبر دی جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ وہ ناموس ہے (صاحب سر وصاحب راز ہے) جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا رہا۔ اے کاش کہ میں اس وقت جوان ہوتا، یا میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ نے پوچھا، کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا کہ جی ہاں! جو چیز آپ لے کر آرہے ہیں جو بھی لایا اس سے دشمنی کی گئی۔ اگر تیرا دور مجھے پالیتا تو میں تیری زبردست مدد کرتا۔ اس کے بعد ورقہ زیادہ دیر نہ رہے بس انتقال کر گئے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(صحیح البخاری ۹/۳۷۔ کتاب التعبیر)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ پہلی چیز جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وحی کی ابتداء ہوئی وہ رؤیا صادقہ (سچے خواب) تھے۔

فترت وحی کا زمانہ .... راوی نے حدیث ذکر کی ہے اس کے مفہوم میں اور اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اور وحی رُک گئی تھی، یہاں تک کہ رسول اللہ مغموم ہو گئے تھے۔ ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق جس سے بار بار آپ اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ قریب تھا کہ آپ پہاڑوں کی چوٹیوں سے گر جاتے۔ جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے اپنے گرانے کے لئے تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور کہتے، اے محمد! بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں تو اس بات سے آپ کا غصہ تھم جاتا اور آپ کا دل قرار پکڑ جاتا اور آپ واپس آجاتے۔ پھر جب اگلی صبح تک وحی پھر رُک جاتی تو پھر آپ کسی پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچتے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے آکر اس کی مثل بات کہا کرتے۔ (ابن حبان ۱/۱۱۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم مزکی نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے۔ ان کو خبر دی عبدالرزاق نے، ان کو محمد بن یحییٰ اور محمد بن رافع نے، ان کو عبدالرزاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، ان کو خبر دی ابو سلمہ بن عبدالرزاق نے جابر عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے آپ وحی کا سلسلہ رُک جانے کی بابت بیان فرماتے تھے۔ اور آپ نے دوران گفتگو فرمایا کہ میں پیدل چل رہا تھا کہ یکا یک میں نے ایک آواز سُنی آسمان سے۔ میں نے اپنا سر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے وہ فرشتہ بیٹھا ہوا نظر آیا جو غارِ حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا اور اس کے رعب سے کانپ گیا۔ میں واپس آیا اور آکر کہا کہ مجھے کمبل اُڑھادو، مجھے کمبل اُڑھادو۔ انہوں نے مجھے کپڑے اُڑھادیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ (سورۃ مدثر: آیت ۱۔۵)

اے کپڑے اُوڑھنے والے پیغمبر! اُٹھئے اور لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں کی نجاست سے دُور رہئے۔

یہ حکم نماز سے فرض ہونے سے قبل کا ہے۔ اس مذکور سے مراد اوثان روایت ہیں۔ (فتح الباری ۸/۶۷۸)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے یہ کہ محمد بن نعمان بن بشیر انصاری نے، وہ دمشق میں رہتے تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی یہ کہ فرشتہ آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس

اور کہا کہ آپ پڑھیئے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس سے دوبارہ کہا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر اس نے اس بات کا اعادہ کیا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر مجھ سے کہا، پڑھئے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا ہے انسان کو خون کی پھٹکی سے۔

کہا محمد بن نعمان نے اس بات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے۔ ابن شہاب کہتے ہیں اس سے عروہ بن زبیر نے کہا، وہ کہتے ہیں سیدہ عائشہ زوجہ رسول رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور سیدہ خدیجہ کے پاس واپس آ گئے تھے۔ آپ کی دل کی حالت کانپ رہی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے کمبل اُڑھا دو۔ چنانچہ کمبل اُڑھا دیئے گئے۔ جب ان سے وہ کیفیت نکل گئی، انہوں نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا ہے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو خوش ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے۔ آپ سچی بات کرتے ہیں، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہمارے ساتھ چلئے۔

ورقہ بن نوفل کا مدد کرنے کا وعدہ .... چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ ایسے آدمی تھے جنہوں نے نصرانیت اختیار کر رکھی تھی، نابینا تھے۔ وہ انجیل کو عربی میں پڑھتے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا، اے میرے چچا کے بیٹے آپ سُنئے اپنے بھتیجے سے۔ ورقہ بن نوفل نے آپ سے پوچھا، آپ کیا دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خبر دی اور ورقہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یہ وہ ناموس ہے جس کو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اُتارا تھا۔ اے کاش میں اس وقت موجود ہوتا جب آپ کو آپ کی قوم نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا، وہ مجھے واقعی نکال دیں گے؟ اس نے بتایا کہ جو بھی آدمی وہ چیز لایا جو آپ لائے ہیں اس کے ساتھ عداوت کی گئی۔ اور اگر تیرے ایام نے مجھے پالیا تو میں تیری قوی مدد کروں گا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۶۸)

ابن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ انصاری نے کہ انہوں نے سُنا، رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس کے بعد وحی مجھ سے رُک گئی۔ میں پیدل چل رہا تھا اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی۔ میں نے نگاہ اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو غارِ حرا میں میرے پاس آیا تھا وہی آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں اس کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ چنانچہ اس سے ڈر کر میں زمین پر جھک گیا۔ پھر میں اپنے گھر میں آیا۔ میں نے ان سے کہا مجھے کپڑے اُڑھاؤ، مجھے کپڑے اُڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

یَآ اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ (سورۃ مدثر : آیت ۱-۵)

اے کپڑے اوڑھنے والے پیغمبر! اُٹھئے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں کی نجاست سے دُور رہئے۔

ابوسلمہ کہتے ہیں رُجز بُت ہیں، اس کے بعد وحی آئی اور مسلسل شروع ہوگئی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مگر اس نے محمد بن نعمان کا قول ذکر نہیں کیا اور اس نے حدیث عروہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا اضافہ کیا ہے جس کو ہم نے روایت کیا ہے معمر سے، اس نے زہری سے اور اس کے آخر میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ورقہ زیادہ دیر نہیں ٹھہرے بلکہ فوت ہو گئے اور وحی بند ہو گئی۔ پھر حدیث ذکر کی ابوسلمہ سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اور اس کے آخر میں فرمایا کہ پھر وحی شروع ہو گئی اور مسلسل ہو گئی اور اس کو روایت کیا ہے مسلم نے عبدالملک بن شعیب بن لیث سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ان کے دادا سے۔ (مسلم ۱/۱۴۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو ابومحمد قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تعمیر کعبہ سے پندرہویں سال۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو وہ تریسٹھ سال کے تھے۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی تھی اسی کے مثل سعید بن مسیّب سے ہمیں جو خبر پہنچی ہے یہ کہ پہلی چیز جو حضور ﷺ نے دیکھی تھی یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ کو خواب دکھایا تھا نیند میں، جو کہ آپ کے اُوپر سخت مشکل گزرا۔ لہٰذا آپ نے اپنی بیوی سیدہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد سے ذکر کیا۔ پس اللہ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ کی تکذیب کرنے سے محفوظ رکھا اور اسے حضور ﷺ کی تصدیق کرنے کے لئے شرح صدر عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے یوں کہا، آپ خوش ہو جائیے بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ خیر و بھلائی کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔ پھر آپ اس کے ہاں سے چلے گئے۔

پھر اس کی طرف واپس لوٹ کر آئے اور ان کو آپ نے خبر دی کہ آپ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے، اس کے بعد اسے دھویا گیا اور صاف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد واپس ایسے کر دیا گیا ہے جیسے کہ وہ پہلے تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اللہ کی قسم اس میں خیر ہے آپ خوش ہو جائیے۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے ظاہر ہوئے تھے جس وقت آپ بالائی مکے کی طرف تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو ایک ٹھکانے پر بٹھایا عزت کے ساتھ عمدہ جگہ۔ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے مجھے ایک ایسے بچھونے پر بٹھایا جو کہ خوبصورت قالین کی مثل تھا۔ اس میں یاقوت اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو اللہ کا رسول بننے کی بشارت دی، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ مطمئن ہو گئے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پڑھئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیسے پڑھوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا پڑھئے :

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ـ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ـ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ـ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ـ
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ـ (سورۃ العلق : آیت ۱-۵)

اور کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ نازل ہوئی سورۃ مدثر کا اول حصہ آپ کے اُوپر۔ واللہ اعلم (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۳)

ابن شہاب کہتے ہیں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جو اللہ پر ایمان لائی اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی نماز کے فرض ہونے سے قبل۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ربّ کی رسالت کو قبول کیا اس کتاب کی اتباع کی جو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس لے کر آئے تھے اللہ کی طرف سے جب انہوں نے اس چیز کو قبول کر لیا جو ساتھ جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے لائے تھے تو آپ اپنے گھر کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ جس درخت یا پتھر کے ساتھ گزرتے تھے وہ ان کو سلام کرتا تھا۔ چنانچہ آپ خوشی خوشی گھر واپس آئے یقین کے ساتھ کہ انہوں نے ایک امر عظیم دیکھا ہے۔

جب سیدہ خدیجہ کے پاس گئے اور فرمانے لگے کہ میں تمہیں جو بتایا کرتا تھا کہ میں کسی کو خواب میں دیکھتا ہوں وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ وہ میرے سامنے آگئے ہیں۔ میرے ربّ نے اس کو میری طرف بھیج دیا ہے۔ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو وہ ساری بات بتائی جو وہ لے کر آپ کے پاس آئے تھے۔ اور وہ بھی اسے بتایا جو آپ نے سُنا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ خوش ہو جائیے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے گا۔ آپ اس حق کو قبول کر لیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے اللہ کی طرف سے۔ وہ حق ہے اور آپ خوش ہو جائیے، آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔

اس کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے غلام کے پاس گئیں۔ وہ نصرانی تھا، اہل نینویٰ میں سے تھا۔ اس کا نام عداس تھا۔ اس سے جا کر پوچھا کہ اے عداس! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتی ہوں، کیا آپ مجھے بتلائیں گے کہ تیرے پاس جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں کوئی علم ہے۔ عداس نے کہا، قدوس ہے، قدوس ہے۔ کیا بات ہے جبرائیل کا ذکر اس سرزمین پر ہو رہا ہے جس کے رہنے والے بت پرست ہیں۔ سیدہ نے پوچھا کہ اس کے بارے میں مجھے اپنی معلومات بتائیے۔ بے شک وہ اللہ کا امین ہے، اللہ کے اور بندوں کے درمیان وموسیٰ علیہ السلام کا ساتھی ہے۔ چنانچہ عداس سے واپس ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ورقہ بن نوفل بتوں کی عبادت کو ناپسند کرتا تھا وہ بھی

اورزید بن عمرو بن نفیل بھی۔اورزید بن عمرو تو ہراس شیٔ کوحرام سمجھتے تھے جس کواللہ نے حرام قرار دیا۔مثلاً خون اورآستانوں پر کی جانے والی ذبیحہ اور چڑھاوے اوردور جاہلیت کے سارے ظلم اورزیادتیاں۔

زیداورورقہ دونوں علم کی تلاش میں شام کے ملک جا پہنچے تھے .... یہودیوں نے ان دونوں کے سامنے اپنادین پیش کیا تھا مگران دونوں نے اس کو ناپسند کیا تھا۔پھر دونوں نے نصرانیت کے عالموں سے پوچھا تھا۔لہٰذاورقہ نے نصرانیت اختیار کرلی تھی اورزید بن عمرو نے تو یہودیت کی طرح عیسائیت کو بھی ناپسند کیا تھا۔چنانچہ اس کورہبانوں ہی میں کسی راہب نے بتایا تھا کہ آپ جس دین کی تلاش میں ہیں وہ اس قت دھرتی پرنہیں ہے۔زید نے اس سے پوچھا کہ وہ کونسادین ہے؟کسی کہنے والے نے کہا کہ وہ سیدھا دین ہے ابراہیم خلیل الرحمٰن۔ زید نے پوچھا کہ وہ دین کیسا تھا؟اس نے بتایا کہ وہ مسلم حنیف تھے۔تمام ادیان سے ایک طرف۔

جب ان کے سامنے دین ابراہیم بیان کیا گیا تو زید نے کہا تھا کہ میں دین ابراہیم پرہوں اورمیں کعبے کی طرف سجدہ کروں گا جس کوابراہیم نے بنایا تھا۔چنانچہ وہ جاہلیت میں ہی کعبے کی طرف سجدہ کرتا تھا۔جب اس کے لئے ہدایت واضح ہوگئی تو زید نے کہا تھا :

اسلمت وجهي لمن اسلمت　　　له المزن يحملن عذبًا زلا لا

میں نے اپنا چہرہ اس ذات کے لئے جھکا دیا ہے جس کے لیے بادل تابع فرمان میں جو صاف اور میٹھے پانی کو اٹھاتے ہیں۔

اس کے بعد زید بن عمرو فوت ہوگیا تھا اورورقہ اس کے بعد بھی موجود تھا جیسے گمان کرتے ہیں کہ دوسال تک۔چنانچہ ورقہ بن نوفل نے زید بن عمرو پرروتے ہوئے مرثیہ کہا تھا :

رشدت وانعمت ابن عمرو وانما　　　تجنبت تنورًا من النار حاميا

بدينك ربًا ليس ربّ كمثله　　　وتركك جنان الجبال كماهيا

تقول اذا جاوزت ارضا مخوفه　　　باسم الا له بالغداة وساريا

تقول اذا صليت فى كل مسجد　　　حنانيك لا تظهر على الاعاديا

تو ہدایت پا گیا اورانعام پا گیا ہے اے زید بن عمرو! درحقیقت آگ کے گرم تندور(جہنم) سے تو بچ گیا ہے۔بسبب رب کا دین اختیار کرنے کے۔وہ رب جس کی مثال کوئی نہیں ہے اوربسبب تیرے۔تم کہتے جب خوف ناک زمین سے گزرتے الہٰ اورمشکل کشا کے نام کے ساتھ پناہ لیتا ہوں اورصبح سفر کرتے ہوئے۔اور آپ جب کسی بھی عبادت کی جگہ نمازادا کرتے تو دعا کرتے تھے کہ اے معبود مشکل کشا مجھ پر میرے دشمنوں کو غالب نہ کرنا۔

جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ورقہ بن نوفل کے سامنے وصف بیان کی محمد علیہ السلام کی شان کی۔جب اس کے پاس آپ آئیں تھیں اور اس کا ذکر کیا جو جبرائیل علیہ السلام کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا تو ورقہ نے اس سے کہا تھا،اے میری بھتیجی میں نہیں جانتا کہ آپ کے شوہر ہی نبی ہوں اہل کتاب جس کا انتظار کررہے ہیں جس کووہ اپنے ہاں توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔اورمیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر یہ وہی ہوئے پھراس کی دعوت غالب ہوگی اورمیں زندہ ہوا تو میں اللہ کے رسول کی اطاعت میں اوراس کی تائید میں اورصبرونصرت میں ضرور کوشش کروں گا مگراس کے بعد ورقہ فوت ہوگئے تھے۔(البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۳-۱۴)

تحقیق لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے،اس نے عروہ بن زبیر سے اس قصے کواسی مذکور کی مثل اوراس میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے،پس جبرائیل علیہ السلام نے پانی کا ایک چشمہ جاری کردیا تھا۔لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا اور محمد ﷺ اس کی طرف دیکھتے رہے۔اس نے منہ دھویا اوردونوں ہاتھ دھوئے کہنیوں سمیت اوراپنے سر کا مسح کیا اورٹخنوں سمیت اپنے دونوں پیر دھوئے۔اس کے بعد اپنی شرم گاہ کی جگہ چھینٹے دیئے اوراس نے بیت اللہ کی طرف منہ کرکے دوسجدے کیئے یا دورکعتیں پڑھیں،پھر محمد ﷺ نے ویسے کیا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے کیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے اور حسان بن عبداللہ نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اور مکمل قصہ ذکر کیا ہے ہمارے شیخ ابوعبد اللہ حافظ نے ابوجعفر بغدادی سے، اس نے ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے مگر بے شک اس نے ورقہ کے شعروں میں سے صرف پہلے دوشعر ذکر کئے ہیں اور وہ بھی ذکر نہیں کیا جو زہری نے سیدہ خدیجہ کے اسلام کے بارے میں ذکر کیا ہے اور وہ جو اس میں ذکر ہوا ہے حضور ﷺ کے پیٹ چاک کرنے کے بارے میں احتمال ہے کہ یہ ان سے حکایت ہو اس لئے کہ یہ ان کے بچپن میں ہوا تھا۔ اور احتمال ہے کہ ایک بار اور شرح صدر کیا گیا ہو پھر تیسری بار اس وقت جب آپ آسمانوں پر معراج کے لئے لے جائے گئے تھے۔ واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبدالملک بن عبداللہ بن ابوسفیان بن علاء بن جاریہ ثقفی نے۔ یہ بعض اہل علم سے بہت حدیث حفظ کرنے والے تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ نے جب عزت بخشنے کا ارادہ کیا تو اس کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے تھے تو وہ آپ کو سلام کرتا اور آپ سلام کو سن لیتے، پلٹ کر جب آپ اس کو دیکھتے تو پیچھے اور دائیں بائیں آپ کو کوئی بھی نظر نہ آتا۔ محض درخت ہی نظر آتا یا آپ کے اردگرد پتھر ہوتے تھے۔ یہ سلام سلام نبوت ہو گیا تھا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۱۔۲۵۳)

حضور ہر سال ایک ماہ غار حرا کی طرف نکل جاتے تھے .... اور اس میں جا کر عبادت کرتے تھے۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں قریش کا طریقہ عبادت یہ تھا کہ جو بھی مسکین آتا اس کو کھانا کھلایا جاتا، جب وہ واپس لوٹتے اس کی مجاورت سے اور اپنی حاجت پوری کرنے سے تو وہ اپنے گھر میں جانے سے قبل کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مہینہ آیا اللہ نے جس سال میں آپ کو رسالت سے سرفراز کرنا تھا یہ ماہ رمضان تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حسب معمول گھر سے نکلے، حرا میں رہنے کے لئے آپ اس مرتبہ اپنے اہل کے ساتھ نکلے تھے۔ پھر وہ رات بھی آگئی جس رات اللہ نے آپ کو اپنی رسالت کے ساتھ عزت بخشی اور بندوں کو اس کے ساتھ رحم فرمایا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا، پڑھیے۔ میں نے پوچھا کہ میں کیا پڑھوں؟ چنانچہ اس نے مجھے پکڑ کر سخت بھینچا یا نچوڑا اس قدر کہ میں نے سمجھا کہ وہ موت ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھیے۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں؟ پھر اس نے دوبارہ مجھے دبایا پہلے کی طرح۔ پھر چھوڑ کر کہا کہ پڑھیے۔ میں نے کہا میں کیا پڑھوں۔ میں نے نہ کہی یہ بات مگر بطور التجا اور دوگوشی کرنے کے اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ پھر نہ مجھے دبائے جیسے پہلے دبایا تھا۔ اب اس نے کہا، پڑھیے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۔ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۔ (سورۃ العلق : آیت ۱۔۵)

پھر وہ ویسا کرنے سے رک گئے اور وہ مجھ سے ہٹ کر چلے گئے اور میں اپنی نیند سے بڑبڑا کر گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کے بعد گویا کہ میرے دل میں کسی کتاب یا تحریر کی تصویر بنا دی گئی اور اس کے بعد اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایک بھی میری طرف مبغوض اور ناپسندیدہ نہ رہا۔ کسی شاعر یا مجنون سے۔ میں ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تھا (مطلب یہ ہے کہ مجھے ان لوگوں سے نفرت ہوگئی)۔ میں نے کہا دل میں کہ میں شاعر یا مجنون سے دور دور رہوں گا۔ پھر میں نے سوچا کہ قریش میرے بارے میں ہمیشہ یہ بات بیان نہیں کریں۔ لہٰذا میں کسی پہاڑ کی چٹان پر چڑھ جاؤں اور اپنے آپ کو اوپر سے گرا دوں گا اور میں ضرور خود کو قتل کر کے اس بات سے چھٹکارا پالوں گا۔

چنانچہ میں اسی ارادے سے نکلا۔ اس ارادے کے سوا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اچانک میں نے آواز سنی کہ کوئی منادی کرنے والا منادی کر رہا ہے آسمان سے۔ وہ کہہ رہا ہے اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ چنانچہ میں نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں

کہ جبرائیل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں دونوں قدموں کو ملائے آسمان کے کنارے پر سامنے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں، اے محمد! آپ رسول اللہ ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ میں اُوپر کو اسی طرف دیکھنے لگ گیا۔

چنانچہ اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے اور ویسا کرنے سے مصروف کر دیا۔ چنانچہ میں رُک گیا اور مجھ میں اس وقت یہ قدرت نہ رہی کہ میں وہاں سے ایک قدم بھی ہل سکوں، نہ آگے نہ پیچھے اور نہ ہی میں آسمان کے اُفق سے اپنے چہرے کو پھیر سکتا تھا۔ ہاں بس اسی کو میں دیکھتا رہ گیا، اسی اُفق پر اور وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ نہ میں آگے ہو سکتا تھا نہ پیچھے۔ حتیٰ کہ خدیجہ نے میری تلاش میں نمائندے بھیج دیئے۔ یہاں تک کہ وہ مکے میں پھیل گئے اور واپس بھی آ گئے۔ مگر میں اسی حالت پر کھڑا رہ گیا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ دن ڈھل جاتا پھر وہ مجھ سے واپس چلے گئے۔ میں بھی لوٹ کر واپس اپنے گھر آ گیا۔

میں خدیجہ کے پاس آیا۔ میں اس کے پہلو کے ساتھ مل کر بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگی، اے ابوالقاسم! آپ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم میں نے تو آپ کی تلاش میں اپنے نمائندے بھیج دیئے تھے، وہ مکہ گھوم کر آ گئے۔ میں نے اُسے بتایا کہ دوری ہے شاعر یا مجنون کے لئے۔ کہنے لگی، میں آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں اس سے اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی رسوائی نہ کریں گے۔ اس حالت کے ہوتے ہوئے جو میں جانتی ہوں۔ آپ کی بات کرنے سچ گوئی، عظیم آپ کی امانت داری، آپ کا حسن اخلاق، آپ کی صلہ رحمی، یہ کیا کیفیت ہو رہی ہے آپ کی؟ شاید آپ نے کوئی چیز دیکھی ہے یا کوئی بات سُنی ہے؟ چنانچہ میں نے اُسے وہ پوری خبر بتا دی۔ وہ کہنے لگی، آپ خوش ہو جایئے، اے چچازاد اور اس پر پکے رہئے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس اُمت کے نبی ہوں گے۔ پھر وہ اُٹھی اور اپنے کپڑے سمیٹے پھر ورقہ بن نوفل کے پاس چلی گئی۔ وہ اس کے چچا کے بیٹے تھے۔ تحقیق اس نے کتاب پڑھ رکھی تھی اور نصرانیت اختیار کر لی تھی اور تورات وانجیل سُن رکھی تھی۔

سیدہ خدیجہ نے جا کر اس کو یہ خبر سُنائی اور پورا واقعہ بتایا جو رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ کو بتایا تھا کہ انہوں نے یہ دیکھا ہے اور یہ سُنا ہے۔ ورقہ بن نوفل نے سُنتے ہی کہا قدوس، قدوس۔ پاک ہے انتہائی پاکیزہ ہے۔ قسم ہے جس کے قبضہ میں ورقہ کی جان ہے۔ البتہ اگر تم نے مجھ سے سچ سچ کہا ہے، اے خدیجہ! تو بے شک وہ اس اُمت کا نبی ہے اور بے شک اس کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ خدیجہ آپ اسے کہیئے کہ وہ ثابت قدم رہے۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئیں۔ اور ان کو آ کر خبر دی جو بات ورقہ نے ان سے کہی تھی۔ لہٰذا اس عمل نے حضور ﷺ پر اس کیفیت کو آسان کر دیا جو آپ کو فکر لاحق ہو گئی تھی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے سے۔

جب غار حراء کا عمل مکمل ہو گیا .... جب رسول اللہ ﷺ نے غار حرا میں رہنے کا عمل پورا کر لیا تو حسب معمول آپ نے طواف کعبہ کیا اور ان کو طواف کرتے ہوئے ورقہ بن نوفل ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بھتیجے! مجھے اس واقعہ کی خبر دیجئے جو آپ نے دیکھا تھا اور سُنا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو وہ پوری بات بتا دی۔ ورقہ نے ان سے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ تیرے پاس ناموس اکبر آتا ہے (ناموس صاحب ستر خیر کو کہتے ہیں اور جاسوس صاحب ستر شر کو کہتے ہیں۔ مترجم)۔ جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور آپ اس اُمت کے نبی ہیں اور البتہ ضرور آپ ایذا پہنچائے جائیں گے۔ اور آپ ضرور جھٹلائے جائیں گے اور ضرور آپ سے قتال کیا جائے گا اور ضرور آپ کی مدد کی جائے گی۔ اور البتہ اگر میں نے آپ کو پالیا اس حالت میں تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا جس کو اللہ دیکھ لے گا۔ اس کے بعد ورقہ نے اپنا سر حضور ﷺ کی طرف جھکا دیا اور حضور ﷺ کے سر کی چوٹی پر بوسہ دیا، پھر حضور اپنے گھر کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ نے ورقہ کے قول سے حضور ﷺ کی ثابت قدمی کو اور زیادہ کر دیا اور آپ کے فکر وغم کو کم کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱/۲۵۴۔۲۵۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبد نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے یونس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے بارے میں سیدہ خدیجہ کی خبر سُن کر شعر کہے تھے۔ سیرت نگاروں کے زعم کے مطابق جو کہ کچھ اس طرح تھے:

فـان يك حقًا يا خديجه فا علمی — حـديثك ايـانـا فـأحمد مرسل
وجبـرائيـل ياتيه وميكائيل معهما — مـن اللّٰه وحی يشرح الصدر منزل
يـفـوز بـه مـن فـاز فيهـا بتوبـه — ويشـقـی به العاتی الغوی المضلل
فـريـقـان مـنـهـم فـرقة فی جنانـه — واخـری بـاِخـوان الـجحيم تغلل
اذا مـا دعـوا بـالويل فيها تتابعت — مـقـامـع فـی هـامـاتهـا ثم تشعل
فسبحـان من تهوی الرياح بامره — ومـن هـو فـی الايام ما شاء يفعل
ومـن عرشه فوق السمٰوات كلها — واقـضـاؤه فـی خـلـقـه لا تبدل

اے خدیجہ! اگر آپ کی اطلاع درست ہے تو یقین کیجئے کہ احمد اللہ کا رسول بن گیا ہے۔ اور اس کے پاس جبرائیل ومیکائیل ساتھ آتے ہیں اللہ کی طرف سے۔ وحی ہے جس کی تنزیل سینہ کو کھول دیتی ہے۔ اس کے ساتھ وہ کامیاب ہوتا ہے جو توبہ کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اور شقی اور محروم ہوتا ہے اس سے جو سرکش بھٹکا ہوا گمراہ ہوتا ہے۔ لوگ اس وحی کے بعد دو حصوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ان میں ایک طبقہ جنت کے باغات میں ہوگا۔ اور دوسرا اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ جہنم کے طوق میں ہوگا۔ جب وہ ہلاکت کی طرف بُلائے جائیں گے اس میں مسلسل ہتھوڑے برسائے جائیں گے۔ ان کی کھوپڑیوں پر۔ اس کے بعد وہ شعلوں کی نذر ہو جائیں گے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس کے حکم کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور وہ ذات زمانوں میں (ایام میں) جو چاہے تصرف کرتا ہے۔ اور اس کے عرش سے لے کر تمام آسمانوں میں اور اس کی تمام مخلوقات میں اس کے فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔

ورقہ بن نوفل کا کلام :

يـا لـلـرجال وصرف الدهر والقدر — ومـا لشـیء قضـاه اللّٰه من غيـر
حتـی خـديـجة تدعونی لاخبرها — ومـا لهـا بـخـفـی الغيب من خبر
جـاء ت لتسـالـنـی عنه لاخبرها — امـرًا اراه سيـاتـی الـنـاس من اخر
فـخبـرتـنـی بـامـر قد سمعت بـه — فيما مضی من قديم الدهر والعصر
بـــان احـــمـــد يـــاتـيـــه فيـخبـره — جبـرائيـل انك مبعـوث الی البشر
فـقـلـت عـل الذی ترجين ينجزه — لك الا لـه فـرجـی الخير وانتظری
وارسـلـيـه الـيـنـا كـی نسـائلـه — عـن امـره ما يری فی النوم والسهر
فـقـال حيـن اتـانـا مـنطقا عجبا — يـقـف مـنـه اعـالـی الـجلد والشعر
انـی رايـت اميـن اللّٰه واجهـنـی — فی صورة اكملت من اهيب الصور
ثـم استـمر فكاد الخوف يذعرنی — مـمـا يسلـم من حولی من الشجر
فـقـلـت ظنی وما ادری ايصدقنی — ان سـوف تبـعـث تتلو منزل السور
وسوف انبيك ان اعلنت دعوتهم — مـن الـجـهـاد بـلا من ولا كـدر

گردش زمانہ گواہ ہے، اللہ نے جوشی لوگوں کے لئے فیصلہ فرما دی ہے اس کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی۔ یہاں تک کہ وہ بات بھی خدیجہ نے جس کے لئے مجھے پکارا ہے کہ میں اسے خبر دوں، کیونکہ اس کو پوشیدہ غیب کی بات کی کوئی خبر نہیں ہے۔ وہ میرے پاس اس لئے آئی ہے کہ اس کو اس ایک مرد کے بارے میں خبر دوں جو وہ

دیکھایا گیا ہے۔عنقریب لوگوں کے پاس۔اس کے علاوہ بھی اس سے خبریں آئیں گی۔ چنانچہ خدیجہ نے مجھے اس امر کے بارے میں بتادیا جو اس نے سُنا ہے۔ پہلے بھی اور اب بھی۔ بایں صورت کہ احمد اس کے پاس آئے ہیں اور انہوں نے اس کو بتلا دیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کو خبر دی ہے کہ آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں (بھیجے گئے ہیں)۔ میں نے جواب دیا ہے اس کو کہ جس بات کی تم امید کرتی ہو ان پر وہ تیرے لئے معبود برحق پوری کرے گا (یعنی رسول وہی بنایا جائے گا)۔لہٰذا اس چیز کی امید رکھیں اور انتظار کریں۔اور ان کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ ہم ان سے خود پوچھیں اس امر کے بارے میں جو کچھ وہ جس سے جلد پر پھریری آتی ہے اور رُونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔کہ بے شک میں نے اللہ کے امانت دار کو دیکھا ہے جو میرے سامنے آگئے تھے ایک کامل صورت کے ساتھ جو بارعب اور پُر وقار صورت وشکل تھی۔اس کے بعد وہ دائی طور پر ٹھہرے رہ گئے تو عین ممکن ہے کہ ان کا خوف اور رعب مجھے ہلاک کر ڈالتا۔ خصوصاً اس وقت جب میرے اردگرد کے درخت سلام کہتے۔تو میں نے بتایا ہے کہ میرا خیال ہے کہ عنقریب یہ مبعوث ہوجائیں گے اور آسمان سے اُترنے والی سورتوں کی تلاوت کریں گے۔ حالانکہ مجھے یہ تک بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے وہ سچ ہے۔اور عنقریب میں آپ کو خبر دوں گا اگر ان کی دعوت واضح ہوگئی جہاد سے بغیر کسی احسان کے اور بغیر کسی ابہام کے۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۱۰-۱۱)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے،ان کو ابوالعباس نے،ان کو احمد نے،ان کو یونس نے ابن اسحاق سے،ان کو اسماعیل بن ابوحکیم مولیٰ زبیر نے کہ ان کو حدیث بیان کی سیدہ بنت خویلد سے کہ وہ فرماتی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا اس میں جو اس نے ان کی حوصلہ افزائی کی تھی اس بارے میں جس میں اللہ نے ان کو عزت بخشی تھی نبوت کی۔انہوں نے کہا تھا،اے میرے چچازاد آپ ایسا کرسکتے ہیں کہ جب وہ تیرے ساتھی جو آپ کے پاس آتے ہیں،جب آئیں تو آپ مجھے بھی خبر دیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کرسکتا ہوں۔اس نے کہا کہ جب وہ آئے تو مجھے بتلانا۔

جبرائیل ہونے کی تصدیق .... ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سیدہ خدیجہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک جبرائیل امین آگئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے خدیجہ! یہ آگئے جبرائیل۔وہ بولی کیا آپ انہیں اس وقت دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا، جی ہاں! دیکھ رہا ہوں۔وہ بولی کہ آپ میری دائیں جانب بیٹھ جائیں۔حضور ﷺ ہٹ کر دائیں سے بیٹھ گئے۔خدیجہ نے پوچھا کہ اب بھی آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا، جی ہاں دیکھ رہا ہوں۔پھر وہ بولی کہ آپ میری گود میں بیٹھ جائیں۔آپ بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا، کیا اب بھی وہ آپ کو نظر آرہے ہیں؟ فرمایا کہ بالکل آرہے ہیں۔پھر خدیجہ نے اپنے سر سے کپڑا ہٹالیا اور دوپٹہ اُتار کر رکھ دیا۔حالانکہ حضور ﷺ ان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔خدیجہ نے پوچھا کہ کیا اب آپ کو وہ نظر آرہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں،اب وہ چلے گئے۔خدیجہ نے کہا کہ نہیں یہ شیطان نہیں ہے۔بے شک یہ فرشتہ ہے۔اے میرے چچازاد آپ ثابت قدم رہئے اور خوش ہوجائیے۔اس کے بعد وہ خود حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئی اور اس نے اس امر کی گواہی دے دی کہ جو کچھ آپ لے کر آئے ہیں وہ حق اور سچ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن حسن کو یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا۔تحقیق فاطمہ بنت حسین نے سُنی تھی کہ وہ یہ حدیث بیان کرتی تھی سیدہ خدیجہ سے مگر میں نے یہ سُنا تھا کہ وہ کہتی تھی کہ خدیجہ نے حضور ﷺ کو اپنے اور اپنی اوڑھنی کے اندر کرلیا تھا۔تو اس وقت جبرائیل امین چلے گئے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا کام تھا جو سیدہ خدیجہ اس لئے کررہی تھی کہ اپنے دین کی احتیاط اور تصدیق کے لئے معاملے کی چھان بین پھٹک کرنا چاہتی تھی۔جہاں تک نبی کریم ﷺ کا تعلق ہے آپ تو جبرائیل امین کی بات پر یقین کرچکے تھے۔جو کچھ اس نے آپ سے کہا تھا اور ان آیات پر بھی جو اس نے آپ کو دیکھائی تھیں۔جن میں ہم بار بار ذکر کرچکے ہیں اور اس امر پر بھی یقین کرچکے تھے جو آپ کو درخت اور پتھر سلام کرتے تھے اور آپ کے بُلانے پر درخت چلے آتے تھے۔یہ سب کچھ اس کے بعد ہورہا تھا جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی تھی اور حضور ﷺ نے ان لوگوں کی شکایت جبرائیل علیہ السلام سے کردی تھی۔حضور ﷺ نے یہ ارادہ آپ کے دل کو خوش کرنے کے لئے کیا تھا۔(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۷۲-۱۷۴)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے بطور املاء۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین قطان نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابراہیم بن حارث بغدادی نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوبکیر نے، کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طہمان نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے سماک بن حرب نے جابر بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک اس پتھر کو آج میں جانتا ہوں مکہ میں جو مجھ پر سلام کہتا تھا۔ میری بعثت سے قبل۔ بے شک میں اس کو اس وقت بھی پہچانتا ہوں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے یحییٰ بن ابوبکیر سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوداود طیالسی نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداود نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن معاذ نے سماک بن حرب سے۔ اس نے جابر بن سمرہ ؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک مکہ میں ایک پتھر ہے وہ مجھ پر سلام کرتا تھا (یعنی سلامتی کی دعا دیتا تھا)۔ ان راتوں میں جن میں میری بعثت ہوئی۔ بے شک میں اس کو پہچان لیتا ہوں جب اس کے پاس سے گزرتا ہوں۔

(۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواحمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن موسیٰ مرورودی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد بن یعقوب نے، ان کو ولید بن ابوثور نے سُدی سے، اس نے عباد بن عبداللہ سے، اس نے حضرت علی ؓ سے، وہ فرماتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکے میں تھے۔ حضور ﷺ مکے کے بعض نواح میں نکل گئے۔ لہٰذا جو بھی درخت یا پہاڑ حضور ﷺ کے سامنے آیا اس نے ان سے کہا السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابومحمد جعفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ بن سلیمان نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو یونس بن عنبسہ نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے وہ سُدی ہیں، انہوں نے عباد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت علی ؓ سے، وہ فرماتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے اپنے آپ کو کہ میں اس کے ساتھ گیا یعنی نبی کریم ﷺ کے ساتھ وادی میں بس نہ گزرے آپ نہ کسی پتھر کے ساتھ نہ کسی درخت کے ساتھ مگر اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! اور میں نے سُن رہا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۶/۳)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے اسفرائنی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے، ان کو ابوالربیع نے، ان کو ابومعاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوسفیان نے، ان کو انس بن مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور حضور ﷺ مکہ سے باہر تھے اور اہل مکہ نے اس دن حضور کو (مار مار کر) خون سے رنگین کر دیا تھا (خون وخون کر دیا تھا)۔ جبرائیل امین نے پوچھا، آپ کو یہ کیا ہوا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا قَدْ خَضَبَهُ اَهْلُ مَكَّةَ بِالدِّمَاءِ خَضَبَنِیْ هٰؤُلَاءِ بِالدِّمَاءِ۔ ان لوگوں نے مجھے خون خون کر دیا ہے اور انہوں نے ایسے کیا ہے اور ایسے کیا ہے۔

جبرائیل نے پوچھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو کوئی نشانی اور کوئی معجزہ دکھاؤں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! جبرائیل نے کہا آپ اُس درخت کو اپنے پاس بُلائیے۔ چنانچہ رسول اللہ نے اُس کو بُلایا۔ چنانچہ وہ درخت زمین پر لکیریں ڈالتا ہوا یا زمین چیرتا ہوا چلا آیا، یہاں تک کہ حضور ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ جبرائیل نے فرمایا کہ اب آپ اس درخت کو کہئے کہ وہ واپس چلا جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اِرْجِعِیْ اِلٰی مَكَانِكَ واپس اپنی جگہ چلے جائیے۔ لہٰذا وہ واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل سے کہا حَسْبِیْ مجھے یہ بات کافی ہے (یعنی میرا دل مطمئن ہے)۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۹)

☆☆☆

باب ۶۲

قرآن میں سے نازل ہونے والی پہلی سورت

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داود علوی نے ، ان کو ابوحامد بن شرقی نے بطور املاء کے، ان کو عبدالرحمٰن بن بشر بن حکم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں بے شک پہلی چیز جو نازل ہوئی قرآن سے وہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔(الدرالمنثور ۶/ ۳۶۸)

یہ اسناد صحیح ہے اور اس کا مفہوم گزر چکا ہے۔ اس روایت میں جو مروی ہے معمر سے اور عقیل سے اور اسی طرح زہری سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے زہری سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو عباس بن ولید یعنی ابن مزید نے ، ان کو خبر دی ان کے والد نے ، ان کو خبر دی اوزاعی نے ، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہ قرآن کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یَآ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کا کونسا حصہ پہلے نازل ہوا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ یَآ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ۔ فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ یا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ ؟

انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میں مہینہ بھر غار حرا میں عبادت کرتا رہا، میں نے جب وہاں پر قیام پورا کر لیا اور میں نیچے وادی میں اُتر آیا پھر مجھے آواز لگائی گئی۔ چنانچہ میں نے نظر اُٹھا کر اپنے سامنے دیکھا اور پیچھے دیکھا اور دائیں بائیں دیکھا، مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو یکایک وہ ہوا میں تخت بچھائے ہوئے بیٹھا تھا۔ لہٰذا مجھے خوف اور وحشت نے پکڑ لیا۔ میں خدیجہ کے پاس آیا، میں نے ان سے کہا کہ مجھے کپڑے اُڑھا دو۔

اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی :

یَآ اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اس کو مسلم نقل کیا صحیح میں اوزاعی کی حدیث سے اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث علی بن مبارک سے، اس نے یحییٰ بن ابوکثیر سے۔ اور تحقیق زہری کی روایت میں گزر چکا ہے ابوسلمہ سے اس نے جابر سے کہ یا ایھا المدثر کا نزول وحی کے سلسلہ کے رک جانے کے بعد تھا۔ اور اس میں اس پر دلالت ہے کہ اس کا نزول اقرا باسم ربك کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوسہل بشر بن احمد بن محمد مہرجانی نے اپنی اصل کتاب سے، ان کو داؤد بن حسین بن ازدن بن عقیل نے وہ خسرو گردی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ الملک بن شعیب بن لیث بن سعید نے ، ان کو ان کے والد نے ، ان کے دادا سے ، ان کو خبر دی عقیل بن خالد نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ نے کہ اس نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وحی رُک گئی تھی مجھ سے۔ بس میں پیدل چل رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سُنی۔ میں نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھا کر دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان کے اُفق پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ لہٰذا اس کے خوف کی وجہ سے میں پسیج گیا اور میں زمین پر بیٹھ گیا، پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ مجھے کمبل اُڑھا دو، مجھے چادر اُڑھا دو۔ لہٰذا انہوں نے مجھے چادر اُڑھا دی۔

پھر اللہ نے ایک آیت اُتاری :

يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ

اے کپڑے اُڑھنے والے! کھڑے ہو جائیے اور لوگوں کو ڈرائیے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے اور کپڑے پاک رکھئے اور بتوں سے دُور رہئے۔

ابوسلمہ کہتے ہیں کہ رجز سے مراد بُت ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبدالملک بن شعیب سے اور بخاری نے روایت کیا ہے ابن بکیر سے، اس نے لیث سے اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید ابن شہاب زہری سے اور اس میں اس کا بیان ہے جو کچھ ہم کہہ چکے ہیں۔ اور ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے پھر محمد بن عمر سے کہ پہلی سورۃ جو نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربك ہے۔ (الدرالمنثور ۶/۳۶۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی محمد بن عباد بن جعفر مخزومی نے کہ اس نے سُنا تھا اپنے بعض علماء سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلی چیز جو اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر نازل کی تھی وہ اقرأ باسم ربك الذي خلق ۔ خلق الانسان من علق سے مالم يعلم تک تھی۔ ان علماء نے کہا کہ اس سورۃ کا اول حصہ جو رسول اللہ ﷺ پر غار حرا والے دن نازل ہوا تھا، پھر اس کا آخر اس کے بعد نازل ہوا، جب اللہ نے چاہا۔

بہرحال وہ حدیث جس کی خبر دی ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے اپنے والد سے، اس نے ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں جب اکیلا خلوت میں ہوتا ہوں تو میں ایک آواز سُنتا ہوں اور اللہ کی قسم میں ڈرتا ہوں کہ کوئی بڑا خطرہ نہ ہو جائے۔ اس نے کہا، اللہ کی پناہ! اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ ایسے کریں گے۔ پس قسم ہے اللہ کی، بے شک آپ امانتیں صاحب امانت کو ادا کر دیا کرتے ہیں (گویا کہ آپ امین ہیں)۔ اور آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور آپ بات سچی کرتے ہیں۔

جب ابوبکر صدیق ؓ داخل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نہیں تھے پھر خدیجہ نے حضور ﷺ کی بات ان کو بتائی اور بولی، اے عتیق آپ جائیے محمد ﷺ کو ساتھ لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس۔ حضور ﷺ جب گھر میں آئے تو ابوبکر نے ان کا ہاتھ پکڑا اور کہا آپ میرے ساتھ چلئے ورقہ بن نوفل کے پاس۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ خدیجہ نے۔ لہٰذا دونوں چلے گئے جا کر دونوں نے ورقہ کو واقعہ بتایا۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ جب میں اکیلا خلوت میں ہوتا ہوں تو میں اپنے پیچھے ایک آواز سُنتا ہوں، یا محمد، یا محمد زمین پر بھاگتے ہوئے چل۔ پس فرمایا کہ ایسا نہ کر۔ جب تیرے پاس آ جائے تو پکے رہئے یہاں تک کہ آپ سُن لیں جو کچھ وہ کہے۔ اس کے بعد میرے پاس آنا اور مجھے خبر دینا۔

پھر جب آپ اکیلے ہوئے تو آپ کو آواز لگی، اے محمد کہئے بسم الله الرحمن الرحيم ۔ الحمد لله رب العالمين یہاں تک کہ و لا الضالين تک پہنچے اور کہا کہئے لا اله الا الله ۔ پھر ورقہ بن نوفل کے پاس گئے۔ ان کو جا کے یہ چیز بتائی (کہ آواز دینے والے نے سورۃ فاتحہ

پڑھنے کا کہا ہے)۔لہٰذاورقہ نے بتایا آپ خوش ہوجائیے ،پھرخوش ہوجائیے ۔میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ وہی ہیں جس کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی ۔اور بے شک آپ موسیٰ کے مثل ناموس پر ہیں ۔ بے شک آپ نبی مرسل ہیں اور بے شک آپ کو عنقریب جہاد کا حکم دیا جائے گا۔آج کے بعد اور اگر میں نے تجھے اس حکم کے وقت پالیا تو میں آپ کے ساتھ ضرور جہاد کروں گا۔ جب ورقہ کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ تحقیق میں نے قس (عالم) کو جنت میں دیکھا ہے اس کے اُوپر ریشم کے کپڑے ہیں اس لئے کہ مجھ پر ایمان لے آیا تھا اور میری تصدیق کی تھی (اس سے حضور ﷺ کی مراد ورقہ تھی)۔ یہ روایت گو کہ منقطع ہے ۔اور اگر یہ محفوظ ہو تو احتمال رکھتی ہے کہ یہ خبر ہو اس کے نزول کے بارے میں اس کے بعد کہ آپ کے اُوپر اقرا باسم ربك اور یا ایها المدثر نازل ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم (البدایۃ والنہایۃ ۹/۳)

باب ۶۳

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کس کا اسلام مقدم ہے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے لئے حضور ﷺ کے معجزات کا ظہور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا راہب کا قول سننا اور خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کا خواب دیکھنا وغیرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ،ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ ان لوگوں میں سے پہلی خاتون تھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائی تھیں اور جو کتاب حضور لائے تھے اس کی تصدیق کی تھی۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے جس وقت آپ کے اُوپر نماز فرض ہوئی تھی۔ اس نے آکر حضور ﷺ کے لئے اپنی ایڑی سے وادی کے ایک کونے میں ٹھوکر ماری تھی ۔لہٰذا اس سے حضور ﷺ کے لئے پانی کا چشمہ صافی پھوٹ پڑا تھا۔ لہٰذا اس پانی سے حضور ﷺ نے اور جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا۔ اس کے بعد دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے اندر چار سجدے کئے ۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ واپس لوٹ گئے ۔جس سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں اور آپ کے دل کو سکون بخشا اور جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیز لائے تھے جو حضور ﷺ کو محبوب تھی ۔اس کے بعد حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اسی چشمے پر لے آئے ۔حضور ﷺ نے پھر اسی طرح وضو کیا جیسے جبرائیل علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دو رکعتیں ادا کیں اور چار سجدے کئے اس کے بعد وہ دونوں خفیہ نماز پڑھتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے اس واقع کے ایک دن بعد ۔انہوں نے ان دونوں کو گھر میں خفیہ نماز پڑھتے دیکھا تو علی مرتضیٰ نے کہا، یہ کیا چیز ہے اے محمد ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ کا دین ہے ۔جس کو اس نے اپنے لئے چُن لیا ہے اور اس کے ساتھ اپنے رسول کو بھیجا ہے ۔لہٰذا میں تمہیں دعوت دیتا ہوں ،تمہیں بُلاتا ہوں اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف اور لات وعزیٰ کے ساتھ کفر وانکار کی طرف ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ایک ایسا امر ہے جو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سُنا میں اس معاملے کا از خود کوئی فیصلہ نہیں کروں گا بلکہ پہلے میں اس کو ابوطالب ا(والد) کو بتاؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام .... حضور ﷺ اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ وہ کہیں اس راز کو افشا کر بیٹھے اس سے پہلے کہ آپ کا معاملہ غالب آجائے اور پھیل جائے ۔ چنانچہ ان سے کہا گیا ،اے علی ! جب تم اسلام نہیں لا رہے تو تم اس راز کو فاش نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

اس رات کور کے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام ڈال دیا۔لہٰذا صبح ہوتے ہی وہ حضور ﷺ کے پاس آ گئے اور عرض کی آپ نے کیا پیش کیا تھا مجھ پر اے محمد! حضور ﷺ نے اسے بتایا کہ آپ شہادت دیجئے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور لات وعزیٰ کے ساتھ کفر کر لیجئے اور شریکوں سے بیزاری کر لیجئے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کر لیا اور اسلام لے آئے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ اسی حالت پر ٹھہرے رہے جیسے حضور ﷺ کے پاس آئے تھے۔ مگر ابو طالب سے ڈرتے رہتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا، اسے ظاہر نہیں کر رہے تھے اور پھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا یہ لوگ ایک مہینہ کے قریب خاموشی سے ٹھہرے رہے۔ حضور ﷺ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ اور اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر انعام فرمایا تھا۔ اس میں سے یہ بات بھی تھی کہ وہ اسلام سے قبل رسول اللہ ﷺ کی گود میں (یعنی حضور ﷺ کی زیر تربیت و زیر پرورش رہے)۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۴-۲۶۵)

حضرت علی کی پرورش رسول اللہ ﷺ نے کی تھی

ابو طالب کثیر العیال تھے ان کا بوجھ رسول اللہ ﷺ نے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہلکا کیا

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن یعقوب بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عمار بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابو نجیح نے مجاہد بن جبر بن ابوالحجاج سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اللہ کا یہ انعام تھا کہ ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا یہ کہ قریش کو سخت قحط سالی (غربت و بھوک) پہنچی تھی اور ابو طالب زیادہ عیال دار تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے (چھوٹے) چچا عباس سے (جو حضور ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے اور دوست بھی) کہا اور وہ بنی ہاشم سے زیادہ آسودہ حال تھے۔ اے عباس! تیرا بھائی ابو طالب کثیر العیال ہے اور لوگوں کو جو غربت اور قحط سالی لاحق ہو گئی ہے وہ بھی تیرے سامنے ہے۔ آپ چلئے ہم ان سے ان کے عیال کا کچھ بوجھ ہلکا کریں۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے پاس گئے اور حضور ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو لے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس کے بعد سے وہ ہمیشہ حضور ﷺ کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو نبی بنا کر مبعوث فرما دیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لے آئے اور ان کی تصدیق کی۔

میں کہتا ہوں کہ (اہل سیر نے) اختلاف کیا ہے اس سنہ کے بارے میں جس دن وہ مسلمان ہوئے تھے۔ تحقیق اس بارے میں روایات کتاب السنن کی کتاب اللقیط میں گزر چکی ہے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن ابوالاشعث کندی نے اہل کوفہ میں سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ایاس بن عفیف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا عفیف سے کہ اس نے کہا کہ میں تاجر آدمی تھا، میں ایام حج میں منیٰ میں گیا اور عباس بن عبدالمطلب بھی تاجر آدمی تھا۔ میں اس کے پاس گیا کہ میں کچھ مال اس سے خریدوں اور کچھ اس کے پاس فروخت کروں۔

کہتے ہیں کہ ہم موجود تھے کہ اچانک خیمے سے ایک آدمی نکلا اور وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی وہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک لڑکا نکلا وہ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے عباس! یہ کونسا دین ہے؟ میں تو نہیں جانتا کہ یہ کیسا دین ہے؟ اور وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ بن عبداللہ ہے۔ یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانے ان پر کھول دیئے جائیں گے۔ یہ عورت جو اس کے ساتھ نماز پڑھ رہی ہے اس کی بیوی ہے خدیجہ بن خویلد۔ یہ اس پر ایمان لے آئی ہے اور یہ لڑکا ان کے چچا کا بیٹا علی بن ابو طالب ہے۔ یہ بھی ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہے۔ یہ سن کر عفیف کہتے ہیں، اے کاش میں! اُس دن ایمان لے آتا تو میں تیسرا ہوتا۔

ابراہیم بن سعد اس روایت کی متابع لائے ہیں۔ محمد بن اسحاق سے اور انہوں نے کہا ہے حدیث میں، اچانک ایک آدمی خیمہ سے نکلا جوان کے قریب تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا، جب اس نے دیکھا کہ سورج ڈھل چکا ہے تو وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے خدیجہ کا ان کے پیچھے قیام ذکر کیا۔

(۴) ابوالحسین بن فضل نے ہمیں خبر دی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محرز بن سلمہ نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد نے عمر بن عبداللہ سے، اس نے محمد بن کعب قرظی سے کہ بے شک پہلا شخص جو اس اُمت میں سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا وہ خدیجہ بنت خویلد ہیں۔ اور پہلے دو شخص جو مسلمان ہوئے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب ہیں۔ اور بے شک ابوبکر صدیق پہلا شخص ہے جس نے اسلام کو ظاہر کیا۔ جبکہ علی المرتضیٰ ابھی تک اسلام کو چھپا رہے تھے اپنے والد کے ڈر سے، یہاں تک کہ ابوطالب ان کے والد ان سے ملے اور انہوں نے پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟ اس نے بتایا، جی ہاں! اس نے کہا اچھا پھر اپنے چچازاد (محمد ﷺ) کی تائید و نصرت کرنا اور کہتے ہیں کہ علی ابوبکر سے پہلے اسلام لائے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر ابوبکر صدیق ملے رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ سچ ہے جو کچھ آپ کے بارے میں قریش کہتے ہیں کہ آپ ہمارے الٰہوں اور معبودوں کو چھوڑ چکے ہیں؟ اور ہمارے عقلوں کو آپ کم عقل اور بے وقوف کہتے ہیں؟ اور آپ ہمارے آباء واجداد کو کافر کہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں! سچ ہے۔ میں اللہ کا رسول ہوں (پیغام الٰہی لانے والا نمائندہ ہوں)۔ اس کا نبی ہوں، اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اسی کا پیغام پہنچاؤں اور میں آپ کو بھی اللہ کی طرف بُلاتا ہوں حق کے ساتھ اس ربّ کی قسم وہ حق ہے۔ میں آپ کو اللہ وحدہٗ کی طرف بُلاتا ہوں۔ اے ابوبکر! اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ تعلق اور دوستی اسی کی اطاعت کے ساتھ مشروط ہو گی۔ اور حضور ﷺ نے ابوبکر کے سامنے قرآن مجید پڑھا۔

ابوبکر نے حضور کی دعوت کو غور سے سُنا مگر نہ اقرار کیا نہ انکار کیا۔ بس اسلام لے آئے۔ اور بتوں کے ساتھ کفر کر لیا اور بتوں سے دُور ہو گئے اور ایمان لے آئے، اسلام کے حق کے ساتھ ابوبکر واپس لوٹے تو وہ مؤمن اور تصدیق کنندہ ہو چکے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ حصین تمیمی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں دعوت دی اسلام کی طرف میں نے کسی کو مگر اس کو اس سے کبیدگی ہوئی اور تردد اور شک ہوا اور اس نے سوچا ماسوا ابوبکر کے کہ جب میں نے ان کو دعوت دی تو نہ انہوں نے شک کیا نہ ہی ان پر کوئی ناپسندیدگی آئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۶-۲۷)

میں کہتا ہوں ایسا اس لئے ہوا تھا کہ ابوبکر صدیق نبی کریم ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھ چکے تھے اور نبوت کے بارے میں آپ کی دعوت پہلے سُن چکے تھے۔ لہٰذا جب آپ نے آپ کو دعوت دی تو وہ پہلے اس میں تفکر اور سوچ بچار کر چکے تھے۔ اس لئے وہ فوراً اسلام لے آئے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو ابومیسرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ جس وقت ظاہر ہوئے تھے تو آپ اس منادی کرنے والے کی منادا اور پکار سُنتے تھے جو کہتا تھا، اے محمد! جب آپ آواز سُنتے تو وہاں سے جلدی جلدی ہٹ جاتے اور چلے جاتے تھے۔ چنانچہ حضورا نے بطور راز کے یہ بات ابوبکر کو بتا دی تھی کیونکہ وہ اسلام سے قبل بھی حضور ﷺ کے خاص دوست تھے۔

اسلام قبول کرتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ دس سال کے تھے .... (۷) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلا انسان جس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی وہ خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول تھی۔ اس کے بعد جو مذکور ہیں کہ پہلے ایمان لائے وہ حضرت علی بن ابوطالب تھے۔ وہ اس وقت دس سال کے تھے۔ اس کے بعد

زید بن حارثہ، پھرابوبکرصدیق۔ جب ابوبکراسلام لے آئے توانہوں نے اپنے اسلام کوظاہر کردیا اوراللہ ورسول کی طرف دعوت دیناشروع کردی۔ اورابوبکرصدیق اپنی قوم کےمحبوب اور پسندیدہ شخصیت تھے۔ نرم خو تھےاورقریش میں اعلیٰ نسب والے تھےاورقریش میں سے پڑھے لکھے تھے، زیادہ حلم والے تھے۔اس بارے میں جواس میں خیروشر تھا۔

لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ صاحب اخلاق تھے، صاحب بھلائی تھے، اپنی قوم کے بڑےاورمحترم تھے،لوگ ان کے پاس آتے تھے اوران سے محبت کرتے تھے۔ کئی خوبیوں کی وجہ سے، ان کے علم وفہم اور تاجر ہوتے اوران کی اچھی مجلس اوراچھی سوسائٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام کی دعوت دینی شروع کی، جس پرانہیں یقین تھا اپنی قوم سے جوبھی ان کے پاس آتااور جوبھی ان کی صحبت میں بیٹھتا۔ان کے ہاتھ پراسلام لے آتا۔

اس کے مطابق جو مجھے خبر پہنچی ہے، مندرجہ ذیل لوگ ان کی ہی دعوت سے زبیر بن عوام،عثمان بن عفان، طلحہ بن عبیداللہ اورسعیداور عبدالرحمن بن عوف اسلام لائے۔ لہٰذا یہ لوگ چلے گئے، پھررسول اللہ ﷺ کے پاس گئےاوران کے ساتھ ابوبکرصدیق بھی تھے۔آپ نے ان پر اسلام پیش کیااوران کے سامنے قرآن پڑھااوران کواسلام کے حق اور ذمہ داری کی خبردی اوراس کی بھی جواللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہےعزت عطا کرنے کا۔لہٰذاوہ لوگ ایمان واسلام لے آئے اوراس طرح وہ لوگ بھی اسلام کے حق کے اقراری ہوگئے۔ یہ لوگ آٹھ افراد تھےجنہوں نے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔انہوں نے نماز پڑھنی شروع کی اورانہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اوروہ لوگ ہراس چیز پرایمان لے آئے جورسول اللہ ﷺ کی طرف سے لے آئے تھے۔ (ابن ہشام ۱/۲۶۸)

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کوابوعبداللہ محمد بن احمد بن بُطہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کوحسین بن فرج نے، ان کومحمد بن عمر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے، ان کو مخرمہ بن سلیمان والبی نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبیداللہ نے کہا کہ میں شہر بصریٰ کے بازار میں گیا۔ ایک راہب (پادری) اپنے گرجے میں کہہ رہا تھا کہ اس میلے کے حاضرین سے معلوم کرو، کیاان میں کوئی اہل حرم میں سے بھی ہے۔

طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، جی ہاں! میں ہوں۔اس نے پوچھا کہ کیاابھی احمد ظاہر ہوئے ہیں؟ میں نے کہا کہ احمد کون ہے؟ اس نے کہا کہ وہ ابن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے۔ یہی مہینہ ہے جس میں وہ ظاہر ہوں گے۔ وہ تمام انبیاء سے آخری ہیں۔اس کی جائے پیدائش ظہورارض حرم ہےاوراس کی ہجرت کھجوروں کے درخت اور پتھریلی زمین اورشور یا گندھک والی سرزمین ہے۔بس بچائیے اپنے آپ کواس سے اس کی طرف سے سبقت کی جائے گی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام کا واقعہ .... حضرت طلحہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات رچ بس گئی جواس نے کہی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں جلدی سے نکلا اور مکے میں آگیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نئی بات ہوگئی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جی ہاں، محمد بن عبداللہ الامین نبی بن گئے ہیں اورابن ابوقحافہ نے اس کی اتباع شروع کردی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے نکل کرسیدھا ابوبکر کے پاس پہنچا۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے اس آدمی کی اتباع شروع کردی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں کرلی ہے، آپ بھی چلئے ان کے پاس اوران کی اتباع کرلیجئے، اس لئے کہ وہ حق کی طرف بُلا رہے ہیں۔لہٰذاطلحہ نے ان کواس بات کی خبردی جوراہب نے اس کو بتائی تھی۔ اس کے بعد ابوبکرطلحہ کو لےکرحضور ﷺ کے پاس پہنچے اورطلحہ مسلمان ہوگئے اورطلحہ نے راہب والی بات کی خبررسول اللہ ﷺ کوبھی دی۔ حضور یہ سُن کرخوش ہوئے۔

جب ابوبکراورطلحہ مسلمان ہوگئےتوان دونوں کونوفل بن خویلد بن عدویہ نے پکڑکرایک ہی رسی میں باندھ دیا۔اوران دونوں کوبنوتیم نےنہیں منع کیااورنوفل بن خویلدقریش کاشیرکہلاتاتھا۔اس لئے ابوبکراورطلحہ دونوں کاقرینین کانام رکھاگیاتھا۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوخبیب عباس بن احمد بن محمد عیسیٰ قاضی برتی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبیداللہ طلحی ابوبکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعبیداللہ بن اسحاق محمد بن عمرواقدی سے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ سوائے اس کے کہ اس نے اس کے آخر میں کہا تھا کہ نوفل بن خویلد قریش کے سخت ترین لوگوں میں سے تھا اس لئے ابوبکر اور طلحہ کو قرینین کہتے تھے۔ اور نوفل بن خویلد وہی تھا جس کے بارے میں اللہ کے رسول نے دعا فرمائی تھی :

اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا شَرَّ ابْنَ الْعَدَوِيَّة ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۲۹/۳)

میں کہتا ہوں کہ ذکر کیا گیا ہے عیسیٰ بن طلحہ سے کہ عثمان بن عبیداللہ طلحہ کے بھائی نے طلحہ کو ابوبکر کے ساتھ باندھ دیا تھا تا کہ ان کو نماز پڑھنے سے روک دے اور ان کو دین سے واپس لوٹا دے اور اس کے ہاتھ کو ابوبکر کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا۔ اسی ڈر کی وجہ سے کہ وہ نماز پڑھتے تھے ابوبکر کے ساتھ۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابودارم حافظ نے، ان کو موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن حسان سمتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مجالد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن حسین بن عبدالجبار نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن معین نے، ان کو اسماعیل بن مجالد نے، اس نے وبرہ سے، اس نے ہمام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نہیں تھے ان کے ساتھ مگر صرف پانچ غلام، دو عورتیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

اور سمتی کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے سُنا عمار بن یاسر سے وہ کہتے تھے روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں عبداللہ سے اس نے یحییٰ بن معین سے، اس نے احمد بن ابوالطیب سے اس نے اسماعیل سے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حدیث بیان کی ابوتوبہ ربیع بن نافع نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مہاجر نے عباس بن سالم سے، اس نے ابوامامہ سے، اس نے عمرو بن عبسہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا شروع شروع میں جب آپ کی بعثت ہوئی تھی، جب آپ مکہ میں تھے۔ وہ اس وقت چھپے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کیا ہیں؟ فرمایا کہ میں نبی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ نبی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ (اللہ کا پیغام لانے والا)۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں! میں نے پوچھا کہ کس چیز کے ساتھ آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ آپ نے بتایا کہ اس حکم کے ساتھ بھیجا ہے کہ عبادت اللہ کی کی جائے اور بتوں کو توڑ دیا جائے اور صلہ رحمی کی جائے۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ تو بہت اچھی باتیں ہیں جن کے ساتھ رسول بنائے گئے ہیں۔ پھر کس کس نے ان باتوں میں آپ کی اتباع کی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام نے (اس سے حضور ﷺ کی مراد ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہ تھے)۔ کہتے ہیں کہ عمرو کہتے تھے میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں کہ میں چوتھا ہوں، چار میں سے۔ فرمایا کہ میں اسلام لے آیا اور میں نے کہا، میں آپ کی اتباع کروں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ، آپ کو خبر مل جائے گی کہ میں نبوت ورسالت کے ساتھ باہر آ گیا ہوں تو تم میری اتباع کرنا۔

یہ ایسی حدیث ہے جس کو روایت کیا ہے ایک جماعت نے ابوامامہ سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شداد بن عمار اور یحییٰ بن ابوکثیر سے اس نے ابوامامہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعمر و بسطامی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہیثم دوری نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن سعید نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو ہاشم بن ہاشم نے، سعید بن میتب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا سعد بن ابی وقاص سے۔ وہ کہتے تھے نہیں کوئی اسلام لایا اس دن جس دن میں اسلام لایا تھا۔ البتہ تحقیق میں ٹھہرا رہا تھا سات دنوں تک اور بے شک میں اسلام لانے میں تیسرا تھا۔

روایت کیا اس کو بخاری نے صحیح میں ابواسامہ سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوطاہر محمد آبادی نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو زائدہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود بن رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پہلا ان اصحاب میں سے جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا سات تھے۔ نبی کریم اور ابوبکر صدیق۔ دیگر نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے یحییٰ بن ابی بکیر سے عمار بن یاسر اور ان کی امی سمیہ اور صہیب اور بلال اور مقداد رضی اللہ عنہم۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابرہیم نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل سے مسجد کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم البتہ میں نے دیکھا خود اور بے شک عمر مجھ سے عہد لے رہے تھے اور اپنی بہن سے اسلام پر اس سے قبل کے اسلام لاتے عمر اور اگر کوئی آدمی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔

(۱۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ہمیں حدیث بیان کی ابوداود نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے عاصم سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں صحت میں جوان لڑکا تھا۔ میں عقبہ بن ابومعیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا مکہ میں۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ دونوں مشرکین سے فرار ہوکر آئے تھے۔ دونوں نے کہا، اے نوجوان! آپ کے پاس دودھ ہے کہ آپ ہمیں پلا دیں؟ میں نے بتایا کہ میرے پاس یہ بکریاں اور دودھ امانت ہیں، میں تمہیں نہیں پلا سکتا۔ پھر فرمایا کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر کوئی نر نہ کودا ہو ابھی تک (یعنی گابھن بھی نہ ہوئی ہو ابھی تک)۔ میں نے کہا ہے (یعنی کوئی یسلی یا جھیرٹ بکری) میں پکڑ کر ان کے پاس لے آیا۔ ابوبکر نے اس کو مضبوط پکڑ کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے تھنوں کو پکڑ کر دعا کی۔ چنانچہ اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ ابوبکر ایک گہرا کٹورے نما پتھر اُٹھا لائے۔ حضور ﷺ نے اس میں دودھ نکالا، اس کے بعد انہوں نے اور ابوبکر نے دودھ پیا پھر انہوں نے مجھے بھی پلایا اور اس کے بعد انہوں نے کھیری سے کہا کہ اچک لے یعنی سکڑ جا، وہ سکڑ گئی۔

کچھ دنوں بعد میں حضور ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس پاک مقولہ میں سے کچھ تعلیم فرمائیں قرآن میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک آپ سکھائے ہوئے لڑکے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کے منہ سے ستر سورتیں سیکھیں۔ میرے ساتھ ان کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کر سکتا۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے اور ابوعبداللہ الحسین بن عمر بن برہان الغزال نے اور ابوالحسین بن فضل قطان نے اور ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے، ان کو عاصم بن ابونجود نے زر ابن حبیش سے، اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں عقبہ بن ابومعیط کی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر میرے پاس سے گزرے اور مجھ سے پوچھا کہ اے! لڑکے کیا دودھ ہے؟ میں نے کہا کہ دودھ تو ہے مگر میں دودھ دوں گا نہیں۔ یہ میرے پاس امانت ہے۔ انہوں نے کہا، کوئی ایسی بکری ہے جس سے ابھی تک نر نے جفتی ہی نہ کی ہو؟ کہتے ہیں کہ میں ایک

ایسی بکری پکڑ کر ان کے پاس لے آیا۔ حضور ﷺ نے اس کی کھیری پر ہاتھ پھیرا تو اس کا دودھ اُتر آیا۔ حضور ﷺ نے اسے دوہا، اس کا دودھ نکالا۔ حضور ﷺ نے خود بھی پیا اور ابوبکر ؓ نے بھی پیا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے اسے کہا کہ خشک ہو جا وہ خشک ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے یہ قول (قرآن مجید) سکھلایئے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، آپ کم عمر لڑکے ہیں جو تعلیم دیئے گئے ہیں۔(مسند احمد ۱/۳۷۹)

(۱۸) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن بُطہ اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو جعفر بن محمد بن خالد بن زبیر نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلام خالد کا یعنی سعید بن عاص کا قدیم تھا اپنے بھائیوں میں سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام کی ابتداء یوں ہوئی تھی کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اسے جہنم کے کنارے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ اس نے اس کی وسعت ذکر کی (بہت بڑی ہے)۔ جس قدر اللہ چاہے۔

انہوں نے دیکھا تھا کہ ان کا والد ان کو جہنم میں دھکا دے رہا ہے اور حضور ﷺ اس کو پیچھے سے کمر پکڑ کر بچا رہے ہیں کہ وہ اس میں گر نہ جائے۔ وہ ہڑ بڑا کر بستر سے اُٹھ بیٹھے اور کہنے لگے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ البتہ ضرور سچا خواب ہے۔ چنانچہ وہ پہلے ابوبکر صدیق ؓ سے ملے۔ انہوں نے وہ خواب ان سے بیان کیا۔ ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا تیرے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے۔ آپ ان کی اتباع کیجئے۔ عنقریب ان کی اتباع کرو گے اور ان کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گے۔ حضور ﷺ اس طرح تمہیں جہنم میں داخل ہونے سے بچا لیں گے اور تیرا والد اس میں گر جائے گا۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے، وہ مقام اجیاد کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، اے محمد! آپ کس کی طرف بُلاتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ علیٰحدہ ہو جایئے اس دین سے جس پر آپ ہیں پتھروں کی پوجا سے۔ نہ وہ سُنتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں، نہ نقصان اور نہ وہ یہ جان سکتے ہیں کہ کون ان کی پکار کر رہا ہے اور کون نہیں کر رہا؟

خالد نے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله

لہٰذا حضور ﷺ اس کے اسلام لانے پر بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد خالد وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔ اور پھر اس کے والد نے اس کے مسلمان ہونے کی خبر سُن لی اور اس کی تلاش میں بندہ بھیجا۔ وہ اسے لے کر آیا تو اس کے والد نے اس کو سخت تنبیہ کی اور اس کو اس نے اپنی کھونٹی سے مارا۔ مارتے ہوئے اس نے اس کے سر پر اس کو توڑ دیا تھا اور دھمکی دی تھی کہ اللہ کی قسم میں تجھے کھانے پینے کے لئے کچھ بھی نہیں دوں گا۔ خالد نے کہا آپ اب مجھ سے میری روزی روک دیں گے تو اللہ تعالیٰ مجھے رزق عطا کرے گا جس سے میں زندہ رہ لوں گا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس منتقل ہو گیا اور ہمیشہ حضور ﷺ کے پاس رہا۔

ابوعبیدہ بن جراح کا قبول اسلام .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر اسلام لے آئے ابوعبیدہ اور ان کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح تھا اور ابوسلمہ اور ان کا نام عبداللہ بن الاسد بتایا تھا اور اسلام لے آئے ارقم بن ابوالارقم مخزومی اور عبیدہ بن حارث۔ یونس نے کہا ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ پھر عثمان بن مظعون جمحی اسلام لائے، یہاں تک کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد کئی لوگ قبائل عرب سے اسلام لائے۔ ان میں سے سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بنو عدی بن کعب کے بھائی تھے اور ان کی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب عمر ؓ بن خطاب کی بہن اور اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر اور عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا وہ چھوٹی تھی

اورقدامہ ﷺ بن مظعون اور عبداللہ ﷺ بن مظعون دونوں جمحی ہیں اور خباب بن ارت حلیف بنوزہرہ اور عمیر بن ابووقاص زہری اور عبداللہ بن مسعود حلیف بنوزہرہ اور مسعود بن القاری۔ اور سلیط بن عمرو بنوعامر بن لوئی کے بھائی اور عیاش بن ربیعہ مخزومی اور ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ تمیمی اور خنیس بن حذافہ سہمی۔ عامر بن ربیعہ بنوعدی بن کعب کے حلیف عبداللہ بن جحش اسدی اور ابواحمد بن جحش اور جعفر بن ابوطالب اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس اور حاطب بن حارث جمحی اور ان کی بیوی اسماء بنت مجلل اور حاطب بن حارث اور ان کی بیوی فُکیہہ بنت یسار اور معمر بن حارث بن معمر جمحی اور سائب بن عثمان بن مظعون اور مطلب بن اُزھر بن عبدعوف زہری اور ان کی بیوی رملہ بنت ابوعوف بن صبیرہ اور نحام، اس کا نام نعیم بن عبداللہ تھا یہ بنوعدی بن کعب کے بھائی تھے۔ اور عامر بن فہیرہ ابوبکر صدیق ﷺ کے غلام اور خالد بن سعید بن عاص اور ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ قبیلہ خزاعہ سے تھی اور حاطب بن عمرو بن عبدشمس یہ بھائی تھے بنوعامر بن لوئی۔ اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور واقد بن عبداللہ تمیمی یہ حلیف تھے بنوعدی بن کعب کے اور خالد بن بکیر۔

اس کے ماسوا دیگر نے اس میں اضافہ کیا ہے اور عامر بن بکیر اور عاقل بن بکیر کا۔ اور کہا یونس ابن اسحاق سے کہ عامر بن یاسر یہ حلیف تھے بنو مخزوم کے اور صہیب بن سنان کے اور ابن اسحاق نے کہا ہے کہ پھر لوگ گروہ در گروہ عورتوں اور مردوں میں سے اسلام میں داخل ہونے لگے، یہاں تک کہ اسلام کا ذکر مکے میں عام ہو گیا اور اس کی بات عام ہو گئی۔ جب یہ مذکورہ لوگ مسلمان ہو گئے اور ان کا معاملہ عام ہو گیا اور بات کو قریش نے بڑا قرار دیا اور حضور ﷺ سے ناراض ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بغاوت اور حسد ظاہر ہو گیا۔ کئی لوگ ان میں سے حضور ﷺ کے مقابلے میں آ گئے۔ ان کو حضور ﷺ سے اور ان کے اصحاب سے بغض وعداوت عام ہو گئی۔ ان میں سے ابوجہل بن ہشام اور ابولہب تھے اور ابن اسحٰق نے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔ (ابن ہشام ۱/ ۲۶۹۔۲۷۴)

باب ۶۴

رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں پر

قرابت داروں وغیرہ کو تبلیغ اور ڈرسُنانے کی فرضیت کا آغاز، حضور ﷺ کا قریش کو جمع کرنا اور آخرت سے ڈرانا، حضور ﷺ کا ان کو کھانا کھلانا اور اس میں برکت ہونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۔ (سورۃ شعراء : ۲۱۴)

اے (محمد ﷺ) اب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر محمد بن علی بن محمد فقیہ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی ہے ابومحمد احمد بن عبداللہ بن مزنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیّب نے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے یہ کہ ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے جب اللہ عزوجل نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی، وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈرائیے۔ تو حضور نے اعلان فرمایا۔

''اے بنوعبد مناف ! میں تمہیں اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب ! میں تمہیں اللہ کے آگے نہیں بچا سکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ! میں تجھے اللہ کے آگے کوئی فائدہ نہ دے سکوں گا۔ اے فاطمہ محمد ﷺ کی بیٹی ! آپ جو چاہیں مجھ سے مانگ لیں (دنیا کے اسباب میں سے) میں تجھے اللہ کے آگے نہیں بچا سکوں گا''۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے اور مسلم نے اس کو نکالا ہے دوسرے طریق سے زہری سے۔

(بخاری۔حدیث ۲۷۵۳۔فتح الباری ۳۸۲/۵۔۵۰۱/۸)

قریش میں اعلانیہ دعوت اسلام .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو جریر بن عبدالملک بن عمیر نے موسیٰ بن طلحہ نے، ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آیت نازل ہوئی وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ نبی کریم ﷺ نیقریش کو بُلایا۔ وہ جمع ہو گئے، عام بھی خاص بھی۔ حضور ﷺ نے اعلان فرمایا :

''اے بنوکعب بن لوئی ! تم لوگ اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنومُرہ بن کعب ! تم اپنے نفسوں کو جہنم سے بچالو۔ اے بنوعبد شمس ! تم بھی اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنوعبد مناف ! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو ہاشم ! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچالو۔ اے بنو عبدالمطلب ! تم اپنے نفسوں کو جہنم سے بچالو۔ اے فاطمہ ! تم بھی اپنے آپ کو آگ سے بچالیجئے۔ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کے آگے کچھ اختیار نہیں رکھوں گا سوائے اس کے کہ تمہارا ایک رشتہ اور تعلق ہے جس کی وجہ سے محض صلہ رحمی کروں گا''۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید اور زہیر بن حرب سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم ص ۱۹۲۔ کتاب الایمان)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوکامل نے، ان کو یزید بن زریع نے، ان کو تیمی نے، ان کو ابوعثمان نے قبیصہ بن مخارق سے اور زہیر بن عمرو سے، دونوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۔ حضور ﷺ پہاڑ کے دامن میں کنکریلی زمین کی طرف چلے پھر اُوپر ایک پتھر پر چڑھے۔ اس کے بعد آپ نے اعلان کیا :

''اے بنوعبد مناف ! میں ڈرانے والا ہوں درحقیقت میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو کسی دشمن کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا وہ جا کر اپنے گھر والوں کو اس کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اور وہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ کہیں وہ دشمن ان پر پہلے نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا وہ چیختا ہے یَا صَبَاحَاهُ''۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکامل سے۔ (مسلم ص ۳۵۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو محمد بن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اس نے جس نے سُنا تھا عبداللہ بن حارث بن نوفل سے۔ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۔

اے محمد ! (ﷺ) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے اور مؤمنین جو آپ کی اتباع کرتے ہیں ان کے لئے اپنا بازو جھکا دیجئے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سمجھ لیا کہ اگر میں اس کام کے لئے اپنی قوم سے ابتداء کروں گا تو مجھے ان سے مخالفت کو دیکھنا پڑے گا، جسے میں نہ پسند کرتا ہوں۔ لہٰذا میں نے اس پر خاموشی اختیار کر لی۔ لہٰذا میرے پاس جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا، اے محمد ! اگر آپ ایسا کریں گے جس کا تیرے رب نے آپ کو حکم دیا ہے تو تیرا رب تجھے عذاب دے گا۔

حضرت علی ﷜ فرماتے ہیں، لہٰذا حضور ﷺ نے مجھے بُلایا اور فرمایا: اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اس بات کا کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ لہٰذا میں سمجھ گیا ہوں کہ اگر میں نے اس بات کا آغاز کیا تو مجھے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا میں اس بات سے خاموش ہوگیا۔

پھر میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ) ! اگر آپ اس پر عمل نہیں کریں گے جس کا آپ کو حکم ملا ہے تو ربّ آپ کو عذاب دے گا۔ اے علی! آپ بکری کا گوشت اور گندم کہ روٹی تیار کرائیں اور ایک بڑا ٹپ دودھ کا انتظام کریں، اس کے بعد بنو عبدالمطلب کو جمع کریں۔

حضرت علی ﷜ کہتے ہیں اُس نے سارا انتظام کیا اور ان کو دعوت دی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔

وہ لوگ اس دن چالیس آدمی تھے۔ زیادہ کرر ہے تھے ایک آدمی یہ کہ جس کو ان سے کم سمجھتے ان کے چچا ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب کافر خبیث۔ چنانچہ میں نے وہ تھال طعام ان کے قریب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے چھوٹا سا حصہ لیا اور اس کو دانت سے چیرا، پھر اس طعام کو کناروں پر رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نام کے ساتھ کھانا شروع کرو۔ پوری قوم نے کھایا حتیٰ کہ اس سے شکم سیر ہو گئے۔ حتیٰ کہ نہ نظر آیا اس سے مگر ان کی اُنگلیوں کے نشانات۔ اللہ کی قسم کوئی آدمی اس سے زیادہ نہیں کھا سکتا تھا۔

اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو دودھ پلایئے اے علی! پھر انہوں نے دودھ پیا، حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے۔ اللہ کی قسم ایک آدمی اتنا ہی پی سکتا تھا۔ جب رسول اللہ نے ان سے بات کرنی چاہی تو ابولہب نے آپ کو بات کرنے سے روک دیا۔ اور کہنے لگے کہ اس نے تم لوگوں پر سحر کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان سے بات بھی نہ کر سکے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اے علی! آپ آج پھر کل کی طرح کھانے پینے کا انتظام کریں۔ ابولہب نے مجھے بات کرنے سے پہلے ہی روک دیا تھا لوگوں کے ساتھ بات کرنے سے۔

حضرت علی ﷜ کہتے ہیں کہ میں نے پھر کل کی طرح سارا انتظام کیا حضور ﷺ نے آج اسی طرح کیا جیسے کل کیا تھا۔ آج پھر انہوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ پھر میں نے ان کو دودھ پلایا اسی پیالے میں سے، حتیٰ کہ وہ خوب سیر ہو گئے، جس قدر وہ کھا سکتے تھے اور جس قدر وہ پی سکتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

''اے بنو عبدالمطلب! اللہ کی قسم بے شک میں نہیں جانتا کسی نوجوان کو کہ وہ اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر اور افضل طریقے پر آیا ہو جس طرح میں آیا ہوں۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں دنیا اور آخرت کے معاملے کے ساتھ''۔ (طبقات ابن سعد ۱/ ۱۸۷)

ابوعمر احمد بن عبدالجبار نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ ابن اسحاق نے اس خبر کو سُنا ہے عبدالغفار بن قاسم بن مریم سے، اس نے منہال بن عمرو سے اس نے عبداللہ بن حارث سے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنا معاملہ چھپاتے رہے اور مخفی رکھتے تھے اس وقت تک کہ جب آپ کو اس کے اظہار کرنے کا حکم دیا گیا۔ یہ چھپانے کا عمل تین سال تک جاری رہا۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کیا ہے شریک القاضی نے منہال بن عمرو سے اس نے عباد بن عبداللہ اسدی سے، اس نے حضرت علی ﷜ سے حضور ﷺ کے قریش کو کھانا کھلانے کے بارے میں مذکور مفہوم کے قریب قریب۔ مختصر طریقے پر۔

☆☆☆

باب ۶۵

جب حضور ﷺ نے قریش کو ایمان کی طرف دعوت دی

تو ابولہب نے آپ ﷺ کو کیا جواب دیا؟ اور پھر اس کے بارے میں قرآن میں کیا کچھ نازل ہوا ؟
اور قطعی ویقینی طور پر اس کا اور اس کی بیوی کا شعلہ مارتی آگ میں داخل ہونا۔ اس حالت میں
کہ وہ لکڑیاں اُٹھائے ہوئے ہے اور اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

حضور ﷺ نے ان لوگوں کو جب ایمان کی دعوت دی تو ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہوا، یہاں تک کہ یہ خبر اسلام کی سچائی کی دلیل بن گئی اور اس کی مثل امور پر وہی یقین کرتا ہے جو اس کو حق سمجھتا ہے۔ اسلام وایمان کی معرفت کی توفیق اسی بشر کو ہوتی ہے جس کو وحی الٰہی سے معرفت عطا ہوتی ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن نمیر اور ابواسامہ نے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد یحیٰی نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق انماطی نے، ان کو ہمام نے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مرہ نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی :

وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ

اے پیغمبر! اب اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اور ان میں سے اپنے مخلص گروہ کو۔

(نوٹ از مترجم) یہ ترجمہ اس فقرے کا ہے وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۔ محشی کتاب اور ڈاکٹر عبدالمطعی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ فقرہ قرآن تھا، بعد میں اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ محشی کہتے ہیں کہ مگر یہ اضافہ بخاری کی روایت میں واقع نہیں ہے۔

قریش کو اجتماعی دعوت .... مذکورہ آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ آپ کوہ صفا پر چڑھ گئے اور آپ نے آواز لگائی يَاصَبَاحَاهُ ۔ لوگوں نے پوچھا کہ کون چیخ کر پکار رہا ہے۔ بتانے والوں نے بتایا کہ محمد ﷺ ہے۔ چنانچہ سب لوگ آپ کے پاس جمع ہوگئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک لشکر نکلنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نہیں تجربہ کیا آپ کے اُوپر کسی جھوٹ کا (یعنی آپ سے جھوٹ نہیں سُنا)۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں عذاب شدید سے پہلے ڈراتا ہوں۔ ابولہب نے کہا: ہلاکت ہو تیرے لئے کیا آپ نے ہمیں اسی بات کے لئے جمع کیا تھا؟ اس کے بعد یہ سورت نازل ہوئی :

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔ الخ

ہلاک ہو جائیں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود بھی ہلاک ہو جائے۔ (آخر سورۃ تک نازل ہوئی)

یہ الفاظ حدیث ابوہمام کے ہیں۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے اور اس نے کہا ہے وَقَدْ تَبَّ اور اعمش کی قراءت بھی اسی طرح ہے۔ اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے یوسف بن موسیٰ سے اس نے ابواسامہ سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابن ابوشیبہ یعنی ابوبکر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد اسفرائنی نے، ان کو احمد بن حسین بن نصر حذاء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو محمد بن حازم نے، ان کو اعمش نے عمرو بن مُرہ سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کوہ صفاہ پر چڑھے اور آواز لگائی یَاصَبَاحَاہُ۔

کہتے ہیں کہ ان کے پاس قریش جمع ہوگئے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ دشمن تمہارے پاس صبح کو آجائے گا یا شام کو، کیا تم میری تصدیق کروگے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا، بے شک میں تمہیں شدید عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابولہب نے کہا: تَبًّا لَکَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ؟ کیا تم نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ آخر سورۃ تک۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں محمد بن ابومعاویہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن شیبہ سے۔ (فتح الباری ۸/ ۳۷، مسلم ص ۱۹۴)

ثویبہ کو آزاد کرنے کی برکت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالیمان نے، ان کو شعیب بن ابوحمزہ نے زہری سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے، انہوں نے ذکر کی حدیث رضاع سے، کہا عروہ بن زبیر نے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کردیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مرگیا تو ان کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ بُری اور گھاٹے کی حالت میں تھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ کس حال سے گزرے ہیں۔ ابولہب نے کہا، میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد کوئی نرمی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ مجھے ثویبہ کو آزاد کرنے کے بدلے میں یہ پلایا گیا اور اس نے یہ کہہ کر ایک چھوٹے سے کٹورے کی طرف اشارہ کیا جو اس کے انگوٹھے اور شہادت کی اُنگلی کے درمیان تھی (یعنی اسی مقدار میں پانی پلایا گیا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالیمان سے اور اس روایت میں بہت بڑی نشانی ہے نبوت کی نشانیوں میں سے اور بہت بڑی دلیل ہے۔

ابولہب کی بیوی کی بدحالی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن کامل قاضی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سعد بن محمد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کہ ابولہب کی بیوی لکڑیاں اُٹھائی ہوئی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کانٹے اُٹھا کر لاتی تھی اور ان کو حضور ﷺ کے راستے میں ڈال دیتی تھی تاکہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زخمی ہوجائیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ حمالة لحطب سے مراد نقالت الحدیث ہے بات کو ادھر اُدھر کرنے والی۔ حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ سے مراد ہے حبال ایک رسّی جو مکہ میں ہوا کرتی تھی اور کہا جاتا ہے کہ اَلْمَسَدُ سے مراد عصا ہے جو بکورہ اور جوانی میں اس کے پاس ہوتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اَلْمَسَدُ سے مراد قَلَادَہٗ اور گلے کا پٹہ مراد ہے جو ودع کا تھا۔

☆☆☆

www.ahlehaq.org

باب ٦٦

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ گرامی

يَآ يُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ (سورۃ مائدہ : آیت ٦٧)

اے رسول! آپ کے ربّ کی طرف سے آپ کی طرف جو پیغام (بصورت قرآن) نازل ہوا ہے اس کو آپ پورا پورا پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اپنا پیغام رسالت ادا نہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بچانے اور آپ کی حفاظت کرنے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے تبلیغ رسالت فرمائی اور امانت پہنچائی اور اُمت کی خیر خواہی فرمائی۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین بن حسان قطان نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو عبداللہ بن شقیق سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی، یعنی محافظ مقرر کئے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کو بچائے گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے خیمے سے باہر سر نکال کر فرمایا اور ان لوگوں سے کہا: اے لوگو! واپس لوٹ جاؤ۔ اللہ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا تو ان پر اس نے فرائض اور ذمہ داریاں نازل فرمائیں۔ اس لئے کہ اس کے حکم کے بارے میں کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد مسلسل ایک حکم کے بعد دوسرا حکم، ایک فرض کے بعد دوسرا فرض اُتارا ایک وقت میں ایک حکم کے ہوتے ہوئے۔

فرمایا واللہ اعلم یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں سے پہلے پہل جو خبر نازل کی وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ہے۔ اس کے بعد ان پر اُتارا گیا ابھی تک اس میں یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اس کی طرف مشرکین کو دعوت دیں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک مدت گزر گئی۔ کہا جاتا ہے کہ پھر آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اللہ کی طرف سے اس حکم کو لے کر کہ آپ لوگوں کو بتا دیں کہ ان پر وحی اُترتی ہے۔ اور آپ ان کو ایمان کی دعوت دیں وحی کے ساتھ۔ یہ بات حضور ﷺ پر بڑی بھاری گزری اور آپ کو لوگوں کی طرف سے تکذیب کرنے کا خوف لاحق ہوا اور تکلیف پہنچنے کا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی :

يَآ يُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔
(سورۃ مائدہ : ٦٧)

اے رسول! آپ کی طرف جو چیز اُتاری گئی ہے، آپ اس کو لوگوں تک پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے تبلیغ نہ کی تو آپ نے رسالت نہ پہنچائی اب لوگوں کے خطرات سے اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کریں گے۔

شافعی کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تیری حفاظت کریں گے۔ قتل سے کہ وہ آپ کو قتل نہیں کر سکیں گے۔ یہاں تک کہ آپ وہ پیغام بحفاظت پہنچا دیں گے جو آپ کی طرف نازل ہوا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وہ پیغام پہنچا دیا جس کا ان کو حکم ملا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے، ان کو محمد بن عمرو نے، ان کو محمد بن منکدر نے، ان کو ربیعہ دُوَلی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مقام ذوالمجاز میں کہ وہ لوگوں کے پیچھے پیچھے جاتے تھے ان کے گھروں تک اور ان کو اللہ کی طرف بُلاتے تھے اور حضور ﷺ کے پیچھے ایک بھینگا آدمی ہوتا تھا۔ اس کے رخسار غصے سے پھولے ہوتے تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہا ہوتا تھا، اے لوگو! یہ شخص تمہیں کہیں تمہارے دین سے اور تمہارے باپ دادا کے دین سے دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ ابولہب تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن محمد بن حفص مقری ابن حمامی نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن ابی اویس نے، ان کو عبدالرحمن بن ابوالزناد سے، اس نے ربیعہ بن عباد سے۔ یہ ایک آدمی تھے بنو دیل سے، جاہلیت میں تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو مقام وذالمجاز میں دیکھا۔ وہ لوگوں کے بیچوں بیچ چل رہے تھے اور فرما رہے تھے :

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا

لا الٰہ کہو لوگو! کامیاب ہو جاؤ گے۔

اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے پیچھے ایک آدمی تھا جو کہ بھینگا تھا، جس کے رخساروں میں کھڈے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ یہ محمد صابی ہے، کاذب ہے۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ کون ہے جو پیچھے پیچھے پھر رہا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ابولہب ہے رسول اللہ ﷺ کا چچا ہے۔ ربیعہ بن عباد نے کہا میں اس وقت اپنے گھر والوں کے لئے مشک بھر کر لا رہا تھا۔ (مسند احمد ۴۹۲/۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرینی نے وہاں پر۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو خبر دی شعبہ نے اشعث بن سُلیم سے۔ اس نے ایک آدمی سے بنو کنانہ میں سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا ذوالمجاز کے بازار میں، وہ کہہ رہے تھے، اے لوگو! لاالٰہ الا اللہ کہا کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی پیچھے پیچھے جا رہا ہے۔ وہ ان پر مٹی پھینک رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ ابوجہل ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ لوگو! یہ شخص تمہارے دین سے دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم لوگ لات وعزیٰ کی عبادت چھوڑ دو۔

قریش ابوطالب کی خدمت میں ....(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ ان کو طلحہ بن عبداللہ نے موسیٰ بن طلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عقیل بن ابوطالب نے وہ کہتے ہیں کہ قریش آئے ابوطالب کے پاس اور بولے کہ آپ کا یہ بھتیجا محمد (ﷺ) ہم لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ہمارے معبودوں کے بارے میں اور ہماری عبادت کے معاملے میں۔ آپ اس کو روک دیجئے۔ ہم سے انہوں نے کہا اے عقیل جاؤ محمد کو بُلا کر میرے پاس لے آؤ۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو ایک کونے سے تلاش کر کے لے آیا، یا یوں کہا تھا حفش سے، یعنی کہ چھوٹے سے گھر سے۔ چنانچہ وہ ان کو لے آئے دوپہر کے وقت سخت گرمی میں۔

جب وہ اس کے پاس آ گئے تو ابوطالب نے کہا، بے شک یہ لوگ تیرے چچاؤں کی اولاد ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ان کو تکلیف پہنچاتے ہو۔ ان کے معبودوں اور عبادت گاہوں کے بارے میں، آپ ان کو تکلیف پہنچانے سے باز آ جائیں۔ حضور ﷺ نے کچھ دیر مسلسل آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا، تم لوگ اس سورج کو دیکھ رہے ہو؟ وہ بولے ہاں بالکل دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس بات پر قادر نہیں ہوں کہ اس کام کو چھوڑ دوں تم سے زیادہ کہ تم اس سورج سے ایک شعلہ سلگا کر لے آؤ۔ چنانچہ ابوطالب نے کہا، اللہ کی قسم میں نے اپنے بھتیجے کی تکذیب نہیں کی۔ تم لوگ واپس چلے جاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں محمد بن علاء سے، اس نے یونس سے۔ (التاریخ الکبیر ۴ : ۱ : ۵۱)

(۷) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے، ان کوابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے، ان کوابن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ نے بن مغیرہ سے ابن الاخنس سے کہ اس نے حدیث بیان کی ہے کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو بُلوایا اور ان سے کہا، اے بھتیجے! تیری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے ایسے ایسے کہا ہے۔لہٰذا آپ مجھے بھی بچائیے اور اپنے آپ کو بھی بچائیے اور مجھے اس معاملے میں اتنا بوجھ نہ اُٹھوائیے جس کا میں متحمل نہیں ہوں اور نہ ہی آپ ہیں۔ بس آپ رُک جائیے اپنی قوم کو کچھ کہنے سے جس بات کو وہ ناپسند کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے گمان کیا کہ ان کے چچا نے طے کرلیا ہے کہ وہ آپ کو بے یارومددگار چھوڑ دیں گے اور رسوا کردیں گے اور وہ ان کا ساتھ دینے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا شاندار جواب .... رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، اے چچا اگر آپ سورج اُتار کر میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند اُتار کر میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تو بھی میں اس معاملے کو نہیں چھوڑوں گا، حتیٰ کہ اللہ اس کو غالب کردے یا میں اس کی طلب میں ہلاک ہوجاؤں۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ رو پڑے۔ یہ کہہ کر واپس لوٹے تو ابوطالب نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ اس معاملے میں کس قدر سنجیدہ ہیں تو اس نے کہا، اے بھتیجے! آپ جاری رکھیں اپنے کام کو اور آپ جو پسند کریں وہ کریں۔اللہ کی قسم میں کسی بات کے لئے آپ کو بے یارومددگار نہیں چھوڑوں گا۔ (ابن ہشام ۱/۲۷۸)

ابن اسحاق نے کہا کہ ابوطالب نے اپنے اشعار میں کہا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی نصرت کا تہیہ کرلیا اور ان کے دفاع کرنے کا آپ کی قوم کی عداوت اور دشمنی کے مقابلے میں۔

والله لن يصلوا اليك بجمعهم ۔۔۔ حتىٰ اوسّد فى التراب دفينا
فامضى لامرك عليك غضاضة ۔۔۔ ابشر وقر بذاك منك عيونا
ودعوتنى وزعمت انك ناصحى ۔۔۔ فلقد صدقت وكنت قبل امينا
وعرضت دينا قد عرفت بانه ۔۔۔ من خير اديان البرية دينا
لولا الملامة او حذارى سبة ۔۔۔ لوجدتنى سمحا بذاك مبينا

(مفہوم) اللہ کی قسم (اے محمد ﷺ) یہ لوگ سب جمع ہو کر بھی تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ زمین کے اندر مدفون خزانہ باہر نکل کر تکیہ بن جائے۔ آپ اپنے کام کو جاری وساری رکھیں۔ تیرے اُوپر کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔خوش ہو جائیے اور اس کے ساتھ آنکھیں ٹھنڈی کیجئے۔آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور آپ کے خیال میں آپ نے میری خیر خواہی کی ہے، آپ نے سچ کہا ہے اور آپ تو اس سے قبل بھی امین تھے۔آپ نے دین پیش کیا ہے میں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں سے سب سے بہتر دین ہے اگر ملامت نہ ہوتی یا گالیاں سننے کا ڈر نہ ہوتا تو میں دل کھول کر کھلم کھلا اس دین میں آپ کی حمایت کرتا۔

نیز اس بارے میں ابوطالب کے کچھ اور اشعار بھی ذکر ہوئے ہیں۔ان تمام اشعار میں اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو ان کے چچا کی وجہ سے بچائے رکھا باوجود دین میں ان کے مخالف ہونے کے۔اور جہاں ان کے چچا نہیں ہوتے تھے وہاں بھی اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی، جیسے اللہ نے چاہا اس لئے کہ اس کے حکم پر کوئی غن لگانے والا نہیں ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن دنوقا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن عدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معتمر بن سلیمان نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد بن صالح سمرقندی نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن نصر نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے، ان کو معتمر نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ عنزی نے

اور ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس عنزی ی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی مسدد نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نعیم بن ابوہند نے ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا۔

''کیا محمد تم لوگوں کے سامنے اپنے چہرے کو زمین سے لگاتے ہیں''؟ (مراد تھی کہ سجدہ کرتے ہو)۔ بتایا گیا، ''جی ہاں وہ ایسے کرتے ہیں''۔

اس نے کہا ''قسم ہے لات اور عزیٰ کی اگر میں نے اس کو اس حالت میں دیکھ لیا تو میں اس کی گردن پر پیر رکھ کر اس کے منہ کو مٹی میں رگڑ دوں گا''۔

چنانچہ ایک دن وہ اس ناپاک ارادے سے حضور ﷺ کے قریب آیا، حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تاکہ وہ ان کی گردن پر پیر رکھ کر چڑھ جائے۔ جیسے وہ اچانک آگے بڑھنے کی کوشش کرتا تو یکایک وہ اپنی ایڑیوں پر اُلٹا ہٹ جاتا اور اپنے ہاتھوں سے اپنا بچاؤ کرنے لگتا۔ اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا ہے تمہیں۔ اس نے کہا کہ ''میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق آ جاتی ہے''۔

ابوعبداللہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ دہشت اور بہت سارے پَر سامنے آجاتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں راوی متفق ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے مزید قریب ہوتا تو فرشتے اس کو لیتے اور وہ پاش پاش کر دیتے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: (میں یہ نہیں جانتا کہ یہ حدیث ابوہریرہ میں ہے یا ایسی چیز ہے جو اس کو پہنچی ہے)

كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى سے اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى تک (سورۃ علق)

اس سے مراد ابوجہل ہے۔ فَلْيَدْعُ نَادِيَه چاہئے کہ وہ اپنی مجلس کو بلا لے یعنی اپنی قوم کو بُلا لے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ عنقریب ہم بُلائیں زبانیہ کو یعنی فرشتے کو۔ یہ الفاظ حدیث مسدد کے ہیں اور ابن بشران نے نزول آیت کا ذکر نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن معاذ سے اور محمد بن عبدالاعلیٰ سے۔ (منداحمد ۲/۳۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اہل مصر کے ایک پُرانے شیخ نے جو چالیس سے اُوپر تھے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل قصے کے بارے میں جو مشرکین مکہ اور رسول اللہ ﷺ کے مابین چلا کہ جب ان سے رسول اللہ ﷺ اُٹھ کر چلے گئے تو ابوجہل بن ہشام نے کہا:

''اے قریش کی جماعت بے شک محمد باز نہیں آئے گا مگر یہی کچھ کرے گا جو دیکھ رہے ہو ہمارے دین کے عیب نکالنا، ہمارے باپ دادا کو گالیاں دینا، سارے عقل مندوں کو بے وقوف کہنا، ہمارے الٰہوں، معبودوں مشکل کشاؤں کو گالیاں دینا۔ لہٰذا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں صبح صبح ضرور اس کے انتظار میں ایک پتھر لے کر بیٹھوں گا۔ جب یہ اپنی نماز کا سجدہ کرے گا تو میں اس کے ساتھ اس کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف کی جو مرضی آئے کرلیں''۔

ابوجہل اُونٹ دیکھ کر ڈر گیا .... جب ابوجہل نے صبح کی تو اس نے ایک پتھر اُٹھایا اور رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اِدھر رسول اللہ ﷺ حسب عادت صبح کو پہنچے جیسے صبح کو جاتے تھے۔ آپ کا قبلہ اس وقت شام تھا۔ جس وقت آپ نماز پڑھتے تو رکن اسود اور رکن یمانی کے بیچ میں منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کعبے کو اپنے اور شام کے درمیان کرتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ اسی جگہ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور قریش بھی صبح صبح آ چکے تھے وہ بھی اپنی مجلس پر بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو ابوجہل نے پتھر اُٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف آگے بڑھنے لگا۔ جب قریب گیا تو جا کر واپس لوٹ آیا خوف زدہ ہو کر ڈرتا ہوا۔ اس کے ہاتھ پتھر کے ساتھ چپک چکے تھے یہاں تک کہ جو پتھر اس کے ہاتھ میں تھا اس نے پھینک دیا تو قریش کے آدمی اُٹھ کر اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے ابوالحکم کیا ہوا؟

اس نے بتایا کہ میں اُٹھ کر جونہی محمد کے پاس گیا تا کہ میں اپناوہ کام کروں جو میں نے کل تم سے کہا تھا۔ جیسے ہی میں اس کے قریب ہوا تو میرے اوراس کے درمیان نرُاونٹ سامنے آ گیا۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا اس کی مثل، نہ اس کی کھوپڑی نہ اس کی باچھیں نہ اس کے دانت کسی اُونٹ جیسے۔ اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کرلیا تھا۔

محمد بن اسحاق نے کہا کہ میرے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اگر وہ ابوجہل میرے قریب آتا تو وہ اس کوضرور پکڑ لیتے۔ (ابن ہشام ۳۱۹/۱)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابونصر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کولیث بن سعد نے اسحاق بن عبداللہ ابن ابوفروہ سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے علی بن عبداللہ بن عباس سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عباس ؓ بن عبدالمطلب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ابوجہل آ گیا اور کہنے لگا محمد پر اللہ کی قسم ہے۔ اگر میں نے دیکھ لیا سجدے کی حالت میں تو میں اس کی گردن پر قدم رکھ کر چڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ میں جلدی سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، میں نے حضور کو یہ بات بتادی کہ ابوجہل ایسے ایسے کہہ رہا ہے۔

حضور ﷺ غصے میں نکلے، یہاں تک کہ وہ سیدھے مسجد میں آ گئے اور جلدی سے دروازے سے داخل ہوئے۔ چنانچہ وہ باغ میں داخل ہو گئے۔ میں نے سوچا کہ آج بُرا دن ہے میں کھسک گیا۔ پھر حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تو وہ پڑھ رہے تھے،

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔

یہ پڑھتے ہوئے جب ابوجہل کی حالت کے تذکرے پر پہنچے یعنی کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی تو کسی نے ابوجہل سے کہا، اے ابوالحکم وہ رہے محمد۔ ابوجہل نے کہا، کیا تم دیکھ نہیں رہے جو کچھ مین دیکھ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم میرے سامنے آسمان کا کنارا ابھر چکا ہے۔ جب حضور ﷺ اس سورت کے آخر تک پہنچے تو فوراً سجدے میں گر گئے۔ (مگر ابوجہل ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا)۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۲/۳)

(۱۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبدالکریم سے اس نے عکرمہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ ابوجہل نے کہا تھا اگر میں نے محمد کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن پر قدم رکھ کر چڑھ جاؤں گا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو فرمایا، اگر اس نے ایسا کیا تو کھلم کھلا اس کو فرشتے اپنی پکڑ میں لے لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ سے، اس نے عبدالرزاق سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن یعقوب عدل نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابوطالب نے، ان کو خبر دی عبدالوہاب بن عطاء نے، ان کو داود بن ابوہند نے (ح)۔ ان کو حدیث بیان کی علی بن عیسیٰ حیری نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن محمد قتیانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوہشام رفاعی نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد محاربی نے داؤد بن ابوہند سے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نبی کریم کے پاس سے گزرا، وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگا کہ کیا میں نے تمہیں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اے محمد! تم جانتے ہو کہ یہاں میری مجلس سے بڑی محفل والا کوئی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے اسے جھڑک دیا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آئے، انہوں نے کہا، ابوجہل کو چاہئے کہ وہ اپنی مجلس اور اپنے ہم نشینوں کو بدلے۔ ہم زبانیہ فرشتہ کو بُلائیں گے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اپنے ہم نشینوں اور رفقاء کو بُلائے گا تو عذاب والا فرشتہ زبانیہ اس کو پکڑ لے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۳/۳)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبدالملک بن ابوسفیان ثقفی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور مکہ میں اپنا اُونٹ لے کر آیا۔ ابوجہل بن ہشام نے وہ اُونٹ اس سے خرید لیا۔ مگر اس کی قیمت اس کو ادا کرنے سے ٹال مٹول کرنے لگا۔ چنانچہ وہ اراشی چلا گیا۔ وہ قریش کی میٹنگ اور مجلس مشاورت میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ بھی بیٹھے ہوئے تھے مسجد کے کونے میں۔ اس نے کہا، اے قریش کی جماعت! کونسا آدمی ہے جو مجھے ادائیگی کر دے۔ اس کے علاوہ دیگر روایت میں ہے، کہ کون ہے جو ابوحکم بن ہشام سے مجھے میرا حق دلوائے۔ میں مسافر غریب ہوں سفر میں ہوں وہ میرے حق کو دبائے بیٹھا ہے۔ چنانچہ اہل مجلس نے اس سے کہا کہ تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج رہے تھے۔ اس لئے کہ وہ حضور ﷺ کے اور ابوجہل کے درمیان عداوت اور دشمنی کو اچھی طرح سمجھتے تھے (ان کی خواہش تھی کہ اس طرح ابوجہل حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائے گا)۔ وہ کہنے لگے آپ ان کے پاس جایئے وہ آپ کو اس سے دلوا دیں گے۔ اور اس کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ وہ ابوجہل کو ڈانٹیں گے۔

وہ اراشی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا اور آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی بات ان سے ذکر کی۔ حضور اُٹھ کر کھڑے ہو کر اس شخص کے ساتھ چلے گئے۔ قریشیوں نے جب دیکھا کہ حضور ﷺ اُٹھ کر اس کے ساتھ جا رہے ہیں تو انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو بھیجا کہ تم پیچھے پیچھے جاؤ اور جا کر دیکھو کہ یہ کیا کرتے ہیں؟

آپ علیہ السلام کا مظلوم کا ساتھ دینا .... رسول اللہ ﷺ نکلے اور ابوجہل کے پاس پہنچ گئے۔ اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے بتایا کہ میں محمد (ﷺ) ہوں۔ آپ میرے پاس باہر آیئے۔ ابوجہل نکل کر باہر آیا۔ مگر حالت اس کی یہ تھی کہ مارے خوف کے اس کے چہرے پر خون کا ایک قطرہ نہیں رہ گیا تھا۔ چہرہ فک پڑ چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اس شخص کو اس کا حق دے دیجئے۔ اس نے کہا کہ آپ ادھر ہی رہیئے میں اس کا حق ابھی دیتا ہوں۔ ابوجہل واپس اندر گیا اور اس کا حق لا کر اس کو دے دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور اس شخص سے کہا کہ آپ جایئے اپنے کام سے۔ چنانچہ وہ شخص واپس آ کر قریش کی اس مجلس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو جزائے خیر دے اس نے میرا حق مجھے دلوا دیا۔ اتنے میں وہ شخص بھی پہنچ گیا جس کو قریش نے جائزہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے پوچھا تری ہلاکت ہو تم نے کیا دیکھا؟

اس نے کہا میں نے بڑی حیرانی اور انتہائی حیران کن صورت دیکھی ہے، اللہ کی قسم انہوں نے کچھ نہیں کیا، بس جا کر ابوجہل کا دروازہ کھٹکھٹایا، وہ نکل کر باہر آیا تو گویا کہ اس کی رُوح اس کے ساتھ نہیں تھی۔ محمد ﷺ نے کہا کہ اس شخص کو اس کا حق دے دیجئے۔ ابوجہل نے کہا کہ آپ یہیں رہیں میں اس کا حق لے آتا ہوں۔ چنانچہ وہ گئے اندر سے اس کا حق لا کر اس کو دے دیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ابوجہل آ گیا۔

قریش نے کہا تیری ہلاکت ہوا سے ابوجہل تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ اللہ کی قسم ہم نے تو کبھی تمہیں ایسا کرتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے بتایا کہ تم لوگ ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم محمد ﷺ نے کچھ نہیں کہا بس اس نے میرا دروازہ ہی کھٹکھٹایا ہے میں نے جونہی اس کی آواز سُنی ہے میرے اُوپر خوف اور رعب طاری ہو گیا۔ میں باہر نکل کر اس کے پاس آیا ہوں تو مجھے ایسے لگا جیسے میرے سر کے اُوپر ایک زور آور اُونٹ کھڑا ہے۔ میں نے اتنے بڑے سر والا، اتنی بڑی جسامت والا، اتنے بڑے دانتوں والا اُونٹ کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم اگر میں انکار کرتا تو وہ خطرناک اُونٹ نما جانور مجھے کھا جاتا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۵۳)

☆☆☆

باب ٦٧

ارشاد باری تعالیٰ :

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ـ

(سورۃ اسراء : آیت ۴۵)

اے محمد! (ﷺ) جس وقت آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں ہم آپ کے درمیان اور کافروں کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک بہت بڑی آڑ اور پردہ نصب کردیتے ہیں۔ اور اس کی تحقیق کی بابت جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ولید بن کثیر نے ابن تدرس سے، اس نے اسماء بنت ابوبکر سے، وہ کہتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ تو اُم جمیل بھینگی عورت بنت حرب جوش میں آئی، اس کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا اور وہ کہہ رہی تھی ہم لوگوں نے مُذَمَّم کا انکار کردیا (گویا ہم محمد کو نہیں مانتے)۔ اور اس کے دین سے ہم نفرت کرتے ہیں اور اس کے حکم کی ہم نافرمانی کرتے ہیں۔

حالانکہ نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے۔ جب ابوبکر صدیق نے ان کو دیکھا عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) یہ عورت آرہی ہے اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ آپ کو دیکھ لے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھے گی۔ حضور ﷺ نے قرآن پڑھا اور اس کو مضبوطی سے تھاما جیسے آپ نے فرمایا اور پڑھا :

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

(سورۃ اسراء : آیت ۴۵)

جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم تیرے اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے بیچوں بیچ ایک بہت بڑی آڑ بنا دیتے ہیں۔

چنانچہ وہ عورت ابوبکر تک آ کر رک گئی اور رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکی۔ اور بولی اے ابوبکر مجھے خبر ملی ہے کہ تیرا ساتھی میری بُرائی کرتا ہے۔ ابوبکر نے کہا کہ نہیں ہرگز نہیں رب کعبہ کی قسم اس نے تیری کوئی بُرائی نہیں کی۔ کہتے ہیں کہ وہ واپس چلی گئی اور وہ یہ کہہ رہی تھی کہ قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

آپ علیہ السلام کو ابولہب کی بیوی کا نہ دیکھنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوحصین محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب نے، وہ ابن الحارث ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مسہر نے، اس نے سعید بن کثیر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماء بنت ابوبکر نے یہ کہ اُم جمیل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئیں اور وہاں رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے۔ اس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابن ابی قحافہ! کیا خیال ہے تیرا ساتھی (محمد) میرے بارے میں بُرے بُرے شعر کہتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میرا دوست شاعر نہیں ہے، وہ جانتا بھی نہیں کہ شعر کیا ہوتے ہیں؟ وہ بولی کیا اس نے یہ نہیں کہا کہ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ کہ اس عورت کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ میری گردن میں کیا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر! آپ اس سے کہئے کہ میرے پاس کسی ایک کو بھی دیکھتی ہو؟ بس بے شک وہ مجھے نہ دیکھ سکے گی۔ فرمایا کہ میرے اور اس کے درمیان حجاب اور پردہ بنادیا گیا ہے۔ ابوبکر نے اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگی، اے ابن ابی قحافہ! کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو، اللہ کی قسم تیرے پاس کسی کو بھی نہیں دیکھ رہی ہوں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید فقیہ نے، ان کو ابراہیم بن اسحاق غسیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوابراہیم ترجمانی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن مسہر نے، اس نے اسی حدیث کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمن محبور دھان نے، ان کو حسین بن محمد ہارون نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر لباد نے، ان کو یوسف بن بلال نے، ان کو محمد بن مروان کلبی نے، ان کو ابوصالح نے ابن عباس ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں :

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا ۔ (سورۃ یٰسین : آیت ۹)

ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک دیوار بنادی ہے۔

فرمایا کہ کفار قریش کے لئے دیوار ہے بطور پردے کے۔ پس ہم نے ان کو چھپالیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ہم ان کی آنکھوں کے آگے تلبس اور اندھیرا کردیا ہے اور غش طاری کردیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کو دیکھ کر تکلیف نہیں دے سکتے۔ یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے فرمایا کہ بنومخزوم کے کچھ لوگوں نے ایک دوسرے کو حضور ﷺ کے قتل کرنے کی وصیت کی اور پروگرام بنایا۔ ان میں سے ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور بنومخزوم کے لوگوں کا ایک گروہ تھا۔

دشمن آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے .... ایک دن حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب ان لوگوں نے حضور ﷺ کی قراءت کی آواز سنی تو انہوں نے ان کو قتل کرنے کے لئے ولید کو بھیجا، وہ اس جگہ پہنچا جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ جب پہنچا تو حضور کی آواز تو اس کو سنائی دے رہی تھی مگر حضور ﷺ اس کو نظر نہیں آئے۔ لہٰذا وہ واپس لوٹ گیا، جا کر یہ بات ان سب کو بتائی۔ اس کے بعد ابوجہل آیا اور ولید بھی اور ایک گروہ پس جب وہ لوگ اس جگہ پہنچے جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ سب نے آپ کی آواز تو سنی قراءت کرنے کی، وہ آواز کی طرف آگے بڑھے جب وہ آگے بڑھے تو آواز پیچھے سے سنائی دی۔ لہٰذا وہ واپس پیچھے آواز کی طرف لوٹے تو پھر قراءت کی آواز ان کو پیچھے سے سنائی دی، وہ اس طرح پریشان ہو کر واپس لوٹ گئے مگر حضور ﷺ کی طرف کوئی سبیل نہ پاسکے۔ یہی بات قرآن میں ہے : کہ

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا ۔ الخ

اور عکرمہ سے بھی ایسی روایت ہے جو اس کی تائید کرتی ہے اور اس کو پکا کرتی ہے۔ (تفسیر قرطبی ۹/۱۵)

☆☆☆

باب ۶۸

مشرکین کا اعجاز قرآن کا برملا اعتراف

اس بات کا بھی کہ اہل لغت اور صاحب زبان ہونے کے باوجود کتاب اللہ جیسی نہ ان کی لغت ہے نہ ہی زبان ہے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن علی صنعانی نے مکہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے ایوب سختیانی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے یہ کہ ولید بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور نے اس کے سامنے قرآن پڑھا، گویا کہ وہ اس کے سُننے سے نرم دل ہو گیا۔

ابوجہل کو اس بات کی خبر پہنچی تو وہ ان کے پاس گیا اور کہنے لگا اے چچا! آپ کی قوم سوچ رہی ہے کہ آپ کے لئے بڑا مال جمع کریں۔ اس نے پوچھا کہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اس لئے کہ وہ آپ کو دے دیں بے شک آپ محمد کے پاس جاتے ہیں تا کہ آپ پیش کریں جس کو وہ قبول کرے۔ اس نے جواب دیا، سارے قریش جانتے ہیں کہ میں ان سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ ابوجہل نے کہا پھر آپ محمد کے بارے میں کوئی ایسی بات وقول کریں جو آپ کی قوم کو پیغام کے طور پر پہنچا دیا جائے کہ آپ محمد کے منکر ہیں۔ آپ اس کو نہیں جانتے اور بے شک آپ محمد کو ناپسند کرتے ہیں۔

ولید بن مغیرہ کافر اور قریش کے سردار نے حضور ﷺ کے بارے میں جو ریمارکس دیئے وہ رہتی دنیا تک حضور ﷺ کی سچائی کا نشان رہیں گے

اس نے کہا،

''میں کیا کہوں پس اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ اشعار کے بارے نہیں جانتا۔ نہ ہی اس کے رجز کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، نہ ہی قصیدے کو کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور نہ ہی جنوں کے اشعار کو کوئی مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد ﷺ جو کلام کرتے ہیں وہ نہ تو رجز کے مشابہ ہے نہ قصیدے میں، نہ ہی اشعار میں (جنوں کا کلام)۔ اور اللہ کی قسم بے شک اس کی بات میں ایک خاص طرح کی حلاوت ہے۔ خاص قسم کی مٹھاس ہے، اس کے کلام پر ایک تازگی ایک خوبی ہے، ایک شادمانی ہے۔ اس کا بلند تر حصہ باردار پھل دار ہے اور اس کا نیچے کا حصہ چشمہ صافی ہے چشمہ شیریں ہے۔ وہ کلام اس قدر بلند ہوتا جاتا ہے کہ جس کے اُوپر کوئی کلام نہیں جا سکتا (غالب آ جاتا ہے، مغلوب نہیں ہوتا)۔ بے شک وہ اپنے نیچے اور ماتحت کو کاٹ کر چورا چورا کر دیتا ہے''۔

ابوجہل نے کہا، جناب آپ کی قوم آپ کی اس بات کو سُن کر راضی نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اس کی بُرائی میں کچھ کہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا پھر مجھے رہنے دیں۔ میں اس کے بارے میں غور وفکر سے کام لیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے جب سوچ وفکر کر لی تو پھر اس نے کہا کہ یہ خاص طرح کا سحر ہے جادو ہے جو اپنے غیر پر اثر کرتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

ذَرۡنِیۡ وَمَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا

چھوڑیئے مجھے اور اس کو جس کو میں نے اکیلے ہی بنایا۔

اسی طرح ہمیں اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بطور موصول طریقے کے۔اور حدیث حماد بن زید میں ہے ایوب سے،اس نے عکرمہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ میرے آگے کچھ پڑھئے۔حضور ﷺ نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۔ (سورۃ نحل : آیت ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے عدل کرنے کا اور احسان ونیکی کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع کرتا ہے بے حیائی کے کاموں سے اور بُرے کاموں سے اور بدکاری سے۔وہ نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ نصیحت قبول کرو۔

ولید بن مغیرہ نے یہ سُنا تو کہنے لگا یہ کلمہ دوبارہ سُنائیے۔نبی کریم نے دوبارہ پڑھا تو اس نے کہا،اللہ کی قسم :

واللہ ان له لحلاوة ، وان عليه لطلاوة ، وان اعلاه لمثمر ، وان اسفله لمغدق وما يقول هذا بشر ۔

''اللہ کی قسم بے شک اس کلام کی اپنی ایک مٹھاس ہے اور اس کے اُوپر ایک خاص تازگی ہے۔بے شک اس کا اُوپر پھل دار کی طرح ہے۔اور اس کا نیچے کا حصہ میٹھے اور صاف چشمے کی طرح ہے۔کوئی بندہ بشر ایسا کلام نہیں کرتا''۔

یہ اس روایت میں ہے جس کو روایت کیا ہے یوسف بن یعقوب قاضی نے سلیمان بن حرب سے،اس نے حماد سے اس طرح بطور مرسل اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے معمر نے عباد بن منصور سے۔اس نے عکرمہ سے مرسل روایت کی ہے اور یہ سب ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔
(البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۱)

دشمن کی گواہی ''نہ مجنون ہے نہ کاہن'' .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو اسحاق نے،ان کو محمد بن ابومحمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے،اس نے ابن عباس سے یہ کہ ولید بن مغیرہ کے پاس قریش کے کچھ افراد جمع ہوئے۔ولید ان سب میں سے عمر میں بڑے تھے۔اتفاق سے موسم حج بھی آچکا تھا۔اس نے کہا: بے شک عرب کے وفود عنقریب تمہارے پاس اس بارے میں آئیں گے۔اس لئے کہ انہوں نے تمہارے اس صاحب (محمد ﷺ) کے بارے میں سُن رکھا ہے۔لہٰذا تم سب لوگ اس کے بارے میں کسی ایک رائے پر اتفاق کرلو (سب لوگ ایک ہی بات بتانا) تم لوگ باہم اختلاف نہ کرنا (یعنی مختلف بیان نہ دینا)۔کہ بعض تمہارا بعض کی تکذیب کردے،بعض کی بات بعض کورد کردے۔ان سب نے کہا،اے عبد شمس! یہ نیک کام آپ کریں،آپ سب سے بڑے ہیں،آپ ہمارے لئے ایک رائے قائم کردیں،ہم اس پر قائم رہیں گے۔ولید بن مغیرہ نے کہا بلکہ تم لوگ کہو میں سُنوں گا۔

انہوں نے کہا ہم تو کہتے ہیں کہ یہ کاہن ہے۔ولید نے کہا یہ کاہن نہیں ہے۔البتہ تحقیق میں نے کاہنوں کو دیکھا ہے،اس کلام میں کاہنوں کی بھن بھنا ہٹ نہیں ہے۔پھر ان لوگوں نے کہا کہ پھر ہم کہیں گے کہ یہ مجنون (دیوانہ) ہے۔ولید نے کہا کہ نہیں یہ مجنون بھی نہیں ہے،ہم نے جنوں کو بھی دیکھا ہے۔اور اس کو سمجھا ہے،نہ تو یہ خناق ہے نہ ہی خلجان ہے نہ وہ وسوسہ ہے۔پھر انہوں نے کہا کہ وہ شاعر ہے۔اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہے۔

ولید بن مغیرہ کافر کا انتباہ کہ محمد (ﷺ) کاہن،مجنون اور شاعر نہیں ہے مگر تم لوگ کہو کہ یہ ساحر ہے

ہم شعر کو جانتے ہیں۔اس کے رجز کو اور ہزج کو،اس میں سے قریض کو،مقبوض کو مبسوط کو۔اس کا کلام شعر کی کوئی قسم نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ پھر یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ولید نے بتایا کہ یہ ساحر بھی نہیں ہے۔ہم ساحر بھی دیکھ چکے ہیں اور ان کا سحر بھی دیکھا ہے۔نہ یہ ساحر کی گرہیں اور گانٹھیں ہیں نہ اس کی پھنکار اور تھتکار ہے۔پھر انہوں نے کہا کہ اے عبد شمس! ہم اب کچھ نہیں کہہ سکتے اس کے بارے میں۔

قرآن کی تعریف دشمن کی زبانی .... ولید بن مغیرہ نے کہا: ''اللہ کی قسم! بے شک اس کے قول میں ایک حلاوت ہے، ایک مٹھاس ہے۔ بے شک اس کا اصل اور بنیاد چشمہ شیریں ہے اور اس کی شاخیں گھنا باغ ہے۔ تم اس سے کہنے والے نہیں ہو کسی شئ کو مگر جو بات بھی تم نے اس کے بارے میں کہی ہو سب باطل ہے۔ تمہیں معلوم ہو گیا دل کو لگتی ہے اس کی بات۔ آپ لوگ دوسرے لوگوں کو یہ بتایا کریں کہ یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ جو باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ بھائی بھائی میں تفریق پیدا کر دیتا ہے۔ میاں اور بیوی کے درمیان جدائی کرا دیتا ہے۔ ایک انسان کے اور اس کے کنبہ قبیلے کے درمیان جدائی کرا دیتا ہے۔ لوگ یہ باتیں سُن کر (محمد ﷺ) سے بکھر جائیں گے اور اس سے دُور ہو جائیں گے''۔

لہٰذا وہ لوگوں کو اس طرح غلط پروپیگنڈہ کرنے کے لئے بیٹھنے لگے۔ جب حج کے موسم پر لوگ آنے لگے جو بھی ان کے پاس سے گزرتا اس کو وہ حضور ﷺ کے بارے میں ڈراتے اور ان کے سامنے حضور ﷺ کا معاملہ اس طرح پیش کرتے کہ لوگ ان کے پاس نہ جائیں۔ لہٰذا ولید بن مغیرہ کی اس سازش کو تیار کر کے دینے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا .... سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ۔ (سورۃ مدثر: آیت ۱۱۔۲۶)

اور ان لوگوں کے بارے میں جو ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہو گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ کرتے تھے اور حضور ﷺ جو پیغام اللہ کی طرف سے لائے تھے اس میں گڑبڑ کرتے تھے۔ اللہ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ۔ (سورۃ حجر: ۱۹) ۔ یعنی جنہوں نے قرآن کو کئی قسم بنا دیا۔

اور آیت نازل ہوئی:

فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۔ (سورۃ حجر: آیت ۲۰) ۔ قسم ہے تیرے رب کی ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے

(اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے) وہ لوگ ایک گروہ تھے جو یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کرتے تھے ہر اس شخص سے جس سے وہ ملتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس موسم میں عرب لوگ جو دیگر عرب ممالک سے آئے تھے تو حضور ﷺ کا تذکرہ تمام بلاد عرب میں عام ہو گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۶۱/۳)

قریش کے شاطر اور تیز ترین شخص نضر بن حارث اور دشمن رسول نے اقرار کیا کہ محمد (ﷺ) نہ کاہن ہیں نہ مجنون، نہ شاعر، نہ ساحر ہیں

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے میں گمان کرتا ہوں کہ ایک شیخ سے جو اہل مصر میں سے تھے۔ اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ؓ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ نضر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا،

''اے قریش کی جماعت! بے شک حالت یہ ہے کہ تمہارے اُوپر ایک ایسا عظیم معاملہ واقع ہو گیا ہے کہ اس سے پہلے اس طرح کی ابتلاء اور آزمائش تمہارے اُوپر کبھی نہیں آئی۔ تحقیق محمد تمہارے اندر جوان لڑکے تھے نوعمر۔ تمہارے اندر سب سے زیادہ پسندیدہ تھے۔ تم سب سے زیادہ سچے تھے بات کرنے میں۔ تمہارے اندر سب سے زیادہ امانت دار تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے اس کی کنپٹیوں میں سفیدی دیکھ لی اور وہ تمہارے پاس لے آئے اس چیز کو جس کو وہ لائے ہیں تو تم لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ ساحر ہے (جادوگر)۔ نہیں اللہ کی قسم وہ جادوگر نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے جادوگر دیکھے ہیں اور ان کا پھونکیں مارنا اور شوشو کرنا بھی دیکھا ہے اور ان کے گنڈے بھی دیکھے ہیں (وہ ایسے نہیں ہوتے)۔ اور تم لوگوں نے اس کے بارے میں یہ کہا کہ وہ کاہن ہے (غیب کی خبریں دیتا ہے)۔ نہیں اللہ کی قسم

وہ کاہن نہیں ہے۔ہم نے کاہن بھی دیکھے ہیں اور ان کا حال بھی دیکھا ہے اور ان کے سجے (اور ذومعنی فقرے بھی سُنے ہیں)۔ مزید تم لوگوں نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شاعر ہے۔نہیں اللہ کی قسم وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ہم نے شاعر بھی دیکھے ہیں اور شعر کی تمام صنفیں سُنی ہیں۔ ہزج ، رجز ،قریضہ ہوتی ہے (یہ سب شعر کی اصناف ہیں) اور تم لوگوں نے کہا ہے کہ یہ مجنون (دیوانہ اور پاگل ہے)۔اللہ کی قسم یہ مجنون اور دیوانہ نہیں ہے۔ہم نے جنون (پاگل پن) دیکھا ہے۔نہ یہ مجنون کا وسوسہ ہے اور نہ اس کی ملاوٹ۔ اور تحقیق اے قریش کی جماعت ! تم لوگ دیکھو،غور کرو اس کی حالت کو۔بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم تمہارے اُوپر ایک عظیم معاملہ واقع ہوگیا ہے''۔

یہ باتیں کرنے والا شخص نضر بن حارث قریش کے شاطر اور شیطان قسم کے لوگوں میں سے تھا اور وہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو اندر سے پہچانتا اور ان کے ساتھ دشمنی اور عداوت قائم کرکے رکھتا تھا۔(ابن ہشام ۱/ ۳۱۹۔۳۲۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو عباس بن محمد دوری نے ،ان کو یحییٰ بن معین نے ،ان کو محمد بن فضیل نے ،ان کو اجلح نے ذیال بن حرملہ سے ،اس نے جابر بن عبداللہ سے۔وہ کہتے ہیں ابوجہل نے کہا تھا اور قریش کے دیگر سرداروں نے کہ ہمارے سامنے محمد ﷺ کا معاملہ خوب پھیل کر عام ہو چکا ہے۔لہٰذا تم لوگ ایسا کرو کہ ایک ایسے عالم کی تلاش کرو جو سحر کا بھی عالم ہو کہانت کا بھی اور شعروں کے علم کا بھی۔وہ محمد ﷺ سے بحث کرے۔ اس کے بعد وہ ہمیں اس کے بارے میں واضح بیان بتائے۔چنانچہ عتبہ نے کہا میں نے ساحروں اور کاہنوں کے قول سُنے ہیں ،شاعروں کو بھی سُنا ہے۔میں اس سب کچھ کے بارے میں جانتا ہوں۔مجھ پر اس میں سے کوئی شئ مخفی نہیں ہے اگر وہ ایسا ہے تو میں اس سے بات کروں گا۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں۔

کفار کی طرف سے مال کی پیشکش .... جب وہ حضور ﷺ کے پاس آیا تو عتبہ نے پوچھا: اے محمد! یہ تو بتائیے کہ آپ بہتر ہیں یا اُم ہاشم بہتر تھی؟ آپ بہتر ہیں یا اُم عبدالمطلب بہتر تھی؟ آپ بہتر ہیں یا اُم عبداللہ بہتر تھی؟ یعنی آپ کی دادی پردادی بہتر تھیں)۔حضور ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ آپ کس وجہ سے ہمارے معبودوں مشکل کشاؤں کو بُرا بھلا کہتے ہو؟ اور ہمارے باپ دادوں کو گمراہ بتاتے ہو؟ اگر آپ اس سے سردار بننا چاہتے ہو تو ہم آپ کے لئے جھنڈے باندھ لیتے ہیں۔لہٰذا آپ تاحیات ہمارے سردار رہیں گے۔اور اگر آپ کو شادی کی خواہش ہے تو ہم آپ کے ساتھ دس عورتوں کی شادی کرادیتے ہیں۔وہ بھی اس طرح کہ آپ قریش کے جن جن گھرانوں میں سے پسند کریں اور اگر آپ مالدار بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کے لئے اپنا مال بھی جمع کرلیتے ہیں،اس قدر مال جمع کرتے ہیں کہ جس سے آپ نہیں آپ کی آل اولاد بھی غنی اور مالدار ہوجائے گی (عتبہ کافر یہ باتیں کرکے حضور ﷺ کو تمام دنیوی مناقب کی پیش کش کررہا ہے)۔حضور ﷺ ہیں کہ خاموش بیٹھے ہیں،بالکل کلام نہیں کررہے۔وہ جب فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ حٰم تنزیل من الرحمٰن الرحیم ۔ کتاب فصلت ایاتہ قراٰنًا عربیًا لقوم یعلمون

اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔حٰم ۔یہ رحمٰن اور رحیم کی طرف سے اُتاری ہوئی چیز ہے۔یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات مفصل اور واضح ہیں یہ عربی میں پڑھی جانے والی کتاب ہے ایسی قوم کے لئے جو علم وفہم رکھتی ہیں۔

حضور سورۃ حٰم سجدہ کی یہ ابتدائی آیات پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچے۔

اَنْذَرْتُکُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْد ۔

میں آپ لوگوں کو اس خطرناک کڑک (دھماکے سے) ڈراتا ہوں جیسے قوم عاد وثمود پر خطرناک آواز کڑک (اور دھماکہ ہوا) تھا۔(جس نے سب کو تہس نہس کر دیا تھا)

یہ تلاوت قرآنی محمد عربی سے سُن کر عتبہ کا منہ بند ہوگیا اور اس نے حضور ﷺ کی رشتہ داری کی قسم دے کر کہا کہ بس کریں آپ مجھے سُنانے سے رُک جائیں۔ چنانچہ واپس اپنے گھر والوں کے پاس نہ گیا بلکہ وہ ان کے پاس جانے سے بھی رُک گیا۔

ابوجہل نے یہ بات سُنی تو اس نے کہا کہ اے قریش کی جماعت! اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ عتبہ بھی محمد کی طرف جھک گیا ہے اور محمد کا کھانا اس کو اچھا لگ گیا ہے، یہ شاید اس کی مجبوری ہے۔ میرے ساتھ تم لوگ چلو ہم چل کر اس سے بات کرتے ہیں۔

وہاں پہنچے تو ابوجہل نے کہا، اللہ کی قسم اے عتبہ آپ ہمارے پاس واپس جانے سے شاید اس لئے رُک گئے ہیں کہ لگتا ہے آپ محمد کی طرف مائل ہوگئے ہیں۔ شاید آپ کو محمد کا معاملہ (اس کا دین، قرآن، عقیدہ) اچھا لگ گیا ہے۔ اگر یہ تیری ضرورت ہے اور تیری مجبوری ہے تو بتادے، ہم آپ کے لئے مال جمع کرتے ہیں اس قدر جمع کرتے ہیں جو تجھے محمد کے کھانے اور روٹیوں سے بے پروا کردے گا۔ چنانچہ وہ ناراض ہوگیا۔ یہ طعنہ سن کر عتبہ غصے میں آکر کہنے لگا کہ میں محمد سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ اور بولا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں لیکن میں تو محمد کے پاس آیا تھا اور اس سے میں نے ایسے ایسے سوالات کئے۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر اس نے ایسی سورت سُنائی، اس نے مجھے جو جواب دیا ہے اللہ کی قسم نہ تو وہ سحر ہے نہ شعر، نہ ہی کہانت ہے بلکہ وہ تو یوں ہے :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم ۔ حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم ۔ کتاب فصلت ایاتہ قراٰنًا عربیًا لقوم یعلمون

یحیٰ کہتے ہیں کہ اسی طرح اس نے کہا یَعۡقِلُوۡن یہاں تک کہ وہ پہنچے اَنۡذَرۡتُكُمۡ صَاعِقَةً مِّثۡلَ صَاعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡد ۔ بس میں نے اپنے کانوں کو بند کرلیا اور میں نے اس سے اپنے رشتہ داروں کا واسطہ دے کر کہا کہ بس رُک جائیں۔ اور تحقیق تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ محمد ﷺ جب کوئی بات کہتے ہیں تو وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمہارے اُوپر عذاب نہ آن پڑے (واضح رہے یہ نضر بن حارث حضور ﷺ کے خالہ کے بیٹے تھے)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ ان کو احمد بن عبدالجبار نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن زیاد مولی بنی ہاشم نے محمد بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عتبہ بن ربیعہ نے جو سردار تھا۔ ایک دن اس نے بیٹھے بیٹھے کہا جب وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور حضور ﷺ اکیلے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اے قریش کی جماعت! کیا میں اُٹھ کر اس کے پاس جاؤں اور اس سے بات کروں اور میں اس کے سامنے کچھ امور پیش کروں، شاید ان میں سے بعض کو قبول کرلے اور یہ ہم لوگوں سے ہٹ جائے؟ انہوں نے کہا، ٹھیک ہے اے ابوالولید! لہٰذا عتبہ اُٹھ کر چلا گیا اور جاکر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔

محمد بن کعب نے پوری حدیث ذکر کی ہے اس بارے میں جو کچھ عتبہ نے حضور ﷺ کو پیش کش کی مال کی، ملک اور اقتدار کی وغیرہ۔ حتیٰ کہ جب عتبہ فارغ ہوا بات کرکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے بات کرلی اے ابوالولید! اس نے کہا: کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا: اچھا اب مجھ سے سُنئے۔ اس نے کہا کہ میں سُن رہا ہوں۔ تو رسول اللہ نے فرمایا :

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم

کتاب فصلت ایاتہ قراٰنًا عربیًا لعلکم تعقلون

رسول اللہ ﷺ اس کے سامنے پڑھتے رہے۔ عتبہ نے جونہی سُنا تو خاموش ہوگیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لئے اور ان کے سہارے بیٹھ گیا اور توجہ سے سُنتا رہا۔ پڑھتے پڑھتے حضور ﷺ سجدے کی آیت تک پہنچ گئے اور حضور ﷺ نے سجدہ کرلیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پوچھا کہ سُنا آپ نے اے ابوالولید! اس نے کہا کہ میں نے سُنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ لہٰذا عتبہ وہاں سے اُٹھ کر اپنی قوم کے پاس چلا گیا۔

ولید کا اپنی قوم کو مشورہ .... چنانچہ ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم ایک دوسرے کے ساتھ قسمیں کھاتے ہیں کہ ابوالولید ہمارے پاس آ رہے ہیں لیکن ان کا رُخ بدلا ہوا ہے، وہ موڈ نہیں ہے جس کے ساتھ وہ گئے تھے۔ چنانچہ وہ جب آ کر بیٹھ گیا تو انہوں نے پوچھا: اے ابوالولید! آپ کے پیچھے کیا ہے (یعنی کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔اس نے جواب دیا:

''اللہ کی قسم میں نے ایسا قول سُنا ہے کہ اس جیسا کلام میں نے ہرگز کبھی نہیں سُنا۔اللہ کی قسم نہ تو وہ شعر ہے، نہ وہ سحر ہے، نہ ہی کہانت ہے۔ اے قریش کی جماعت! بات میری بات مانیئے مجھے آپ لوگ اس کے ساتھ چھوڑ دیجئے اور اس آدمی کو اس کی حالت پر چھوڑ دیجئے اور آپ لوگ اس سے الگ تھلگ رہئے۔

اللہ کی قسم! میں نے جو اس کی بات سُنی ہے ضرور وہ کوئی چیز ہے (نبوت کی)۔اگر اس کو کوئی عرب مار دیتا ہے تو تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے گی تمہارا نام آئے بغیر، اور اگر وہ عربوں پر غالب آ جاتا ہے تو اس کی حکومت اور تمہارا ملک اور حکومت ہوگی (کیونکہ تم اس کی مخالفت نہ کر کے نشانہ نہیں بنو گے)۔اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم لوگ اس کے بارے میں کامیاب ترین پالیسی کے لوگ ہو گے''۔

اہل مجلس نے جواب دیا: اللہ کی قسم ابوالولید اس نے اپنی زبان کے ساتھ اس کے اقرر نے اپنا سحر اور جادو چلا دیا ہے۔اس نے کہا میری تمہارے لئے یہی رائے ہے، باقی تم لوگ اپنی مرضی کے مالک ہو جو تم بہتر سمجھتے ہو۔اس کے بعد اس نے شعر کہے جن کو ابوطالب نے عتبہ کی مدح میں اپنے قصیدے میں ذکر کیا ہے۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۳-۶۴)

(۵) ہمیں خبر دی محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوقتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ مکرمہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوایوب احمد بن بشر طیالسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی داؤد بن عمرو ضبی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مثنی بن زرعہ نے، اس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کے سامنے یہ سورۃ پڑھی حٰمٓ تنزیل من الرحمٰن الرحیم تو عتبہ اپنے دوستوں کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا: اے میری قوم! آج تم لوگ میری بات مان لو اور آئندہ بھلے نہ ماننا۔اللہ کی قسم میں نے اس شخص (محمد ﷺ) سے ایسا کلام سُنا ہے کہ اس جیسا کلام میرے کانوں نے کبھی نہیں سُنا اور میں اس کا جواب بھی نہیں سکتا۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے کہ ابوجہل، ابوسفیان اور اخنس بن شریق تینوں ایک رات نکلے تا کہ وہ حضور ﷺ کا قرآن سُنیں۔ وہ رات کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ہر شخص نے اپنے بیٹھنے کی الگ جگہ مقرر کر لی اور ہر ایک کو دوسرے کے بیٹھنے کی جگہ کا علم نہیں تھا۔

چنانچہ انہوں نے ان کی تلاوت سُنتے سُنتے رات گزار دی۔ جب صبح ہوئی اور فجر طلوع ہوئی سب منتشر ہو گئے مگر تینوں ایک ہی راستہ پر جمع ہو گئے۔تینوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی اور انہوں نے ایک دوسرے سے عہد کیا کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔اگر تمہاری قوم کے بے سمجھ لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگئی تو ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ ہمیں منع کرتے ہیں اور خود چھپ کر سُنتے ہیں۔شاید محمد کا معاملہ سچا ہے۔ چنانچہ وہ یہ عہد کر کے واپس لوٹ گئے۔

جب دوسری رات ہوئی تو ہر شخص ان میں واپس اپنی خفیہ جگہ پر آ بیٹھا۔پھر وہ رات بھر قرآن سُنتے رہے۔جب فجر طلوع ہوئی تو وہ منتشر ہو گئے مگر تینوں پھر ایک ہی راستے پر اکٹھے ہو گئے۔پھر وہ کہنے لگے، اب تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ پکا عہد کرتے ہیں کہ ہم پھر یہ غلطی نہیں

کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس بات پر پکا عہد کیا اور منتشر ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو اخنس بن شریق نے عصا اُٹھایا اور باہر نکل گیا اور صبح ہی صبح ابوسفیان کے گھر پہنچ گیا اور جا کر کہا کہ ابوحنظلہ مجھے اپنی رائے کے بارے میں آگاہ کریں اس بارے میں کہ آپ نے جو کچھ محمد سے سُنا ہے۔ اس نے جواب دیا،

ابوثعلبہ اللہ کی قسم میں نے سُنا ہے۔'' میں ان کو بھی سمجھتا ہوں اور ان کی مراد بھی سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اخنس نے کہا میں اپنی بات بتاتا ہوں۔ قسم ہے اللہ کی کہ میں بھی اسی طرح سمجھتا ہوں (قرآن کے بارے میں)۔ پھر وہ اس کے ہاں سے سیدھا ابوجہل کے دروازے پر گیا۔ اس کے گھر میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ اے ابوالحکم آپ کی کیا رائے ہے اس کے بارے میں آپ نے جو کچھ محمد سے سُنا ہے''۔

ابوجہل نے کہا کہ تم نے کیا سُنا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارا اور بنومناف کا اختلاف اور جھگڑا ہے شرف و مقام اور منصب کا۔ انہوں نے لوگوں کو کھانے کھلائے، سو ہم نے بھی کھانے کھلائے (گویا ہم ان سے پیچھے نہیں رہے)۔ انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں، ہم نے بھی لوگوں کو سواریاں دیں (اس میں بھی ہم ان سے پیچھے نہیں رہے)۔ انہوں نے لوگوں کو عطایا دیئے، ہم نے بھی دیئے، ہم نے ایک دوسرے سے سواریوں کے گھٹنے سے ہم گھڑ دوڑ کے دو گھوڑے ہو گئے یعنی جیسے دو سوار میدان میں برابر چھوٹتے ہیں۔ تو انہوں نے یعنی بنوعبدمناف نے کہا کہ ہم میں سے نبی ہے اس کے اُوپر آسمان سے وحی آتی ہے۔ اب ہم یہ منصب کب پا سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کی قسم ہم اس کے ساتھ کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی اس کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ اخنس بن شریق اس کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۴)

قومی عصبیت راہِ حق قبول کرنے سے مانع بن گئی .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، اس نے کہا کہ بے شک پہلا دن جس دن میں نے رسول اللہ کو سمجھ لیا اور پہچان لیا تھا وہ دن تھا کہ جب میں اور ابوجہل بن ہشام مکہ کی بعض گلیوں میں چل رہے تھے۔ اچانک ہمیں راستے میں رسول اللہ ﷺ مل گئے۔ چنانچہ رسول اللہ نے ابوجہل سے کہا، اے ابوالحکم! آپ آجایئے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف، میں آپ کو اللہ کی طرف بُلاتا ہوں۔

ابوجہل نے کہا: اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہمارے الٰہوں اور مشکل کشاؤں کو گالیاں دینے سے باز نہیں آئیں گے۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس بات کی شہادت دیں کہ آپ نے تبلیغ کر دی ہے کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے بات پہنچادی ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں یہ جان لوں کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں وہ حق ہے تو پھر بھی میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔

اس کے بعد ابوجہل میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ محمد (ﷺ) جو کچھ کہتے ہیں وہ حق و سچ ہے۔ لیکن بات بنوقصی کے درمیان رقابت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حجابت کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ ندوہ کا منصب ہمارے اندر ہے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ لوا اور جھنڈا برداری کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سقایہ کا منصب ہمارے اندر ہے، ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کھانا کھلایا، ہم نے کھلایا حتیٰ کہ جس وقت سوار باہم مقابلے میں ایک دوسرے پر برتری لانے لگے تو انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ ہم سے نبی بھی ہے، اللہ کی قسم میں یہ نہیں کہوں گا نہیں مانوں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۶۴)

☆☆☆